عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۵ | ۸ تا ۱۴ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ بمطابق ۲۳ تا ۲۹ اگست ۱۹۹۶ء | شمارہ نمبر ۱۳

ملتان کے انگریز ڈی سی نے کہا
"ہمارا نظام تعلیم تمہارے ہاں
صرف اور صرف مُردے پیدا کرے گا"

اور یہ ڈاھل ہیلیسا کا نظامِ تعلیم

ممتاز علمائے کرام کا اظہارِ خیال

قادیانی فرضی مظالم کا پروپیگنڈہ کرنے کے ماہر ہیں

تحریکِ ختم نبوّت کا ایک گمنام شہید

مظلوم انسانیت کی فریاد

قیمت: ۵ روپے

سوال ——— زید شادی شدہ تھا اور بچوں کا باپ بھی' اس نے باکرہ سے دوسرا نکاح کیا۔ یہ بات زید کے گھروالوں کو پسند نہیں آئی۔ انہوں نے زید کو بہت ملامت کیا۔ بڑے بھائی نے ہاتھ بھی مارا اور زید سے کہا کہ تم دو بیویوں میں سے ایک کو اختیار کرو۔ اس پر زید نے ایک خط باکرہ کے والد کے نام تحریر کیا جس میں یہ لکھا کہ میں زید اپنی بیوی باکرہ کو طلاق' طلاق' طلاق دیتا ہوں اور اپنے نکاح سے آزاد کرتا ہوں۔ کیا مذکورہ صورت میں طلاق واقع ہوگی؟ اگر ہوگی تو کتنی ہوگی۔ (محمد اسماعیل)

جواب ——— بصورت مسئولہ اگر خلوت صحیحہ ہو چکی ہے تو مساۃ باکرہ پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہیں۔ اب بغیر حلالہ شرعی دوبارہ نکاح بھی ممکن نہیں لیکن اگر خلوت صحیحہ نہیں ہوئی تو مساۃ باکرہ پہلی طلاق سے بائنہ ہوگئی اور باقی دو طلاقیں لغو گئیں۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۳۵۵)

وانا قال لامراۃ انہ طالق و طالق و طالق ولم یعلقہ بالشرط ان کانت مدخولہ طلقت ثلاثا وان کانت غیر مدخولہ طلقت واحدۃ

(ردالمحتار ج ۳ ص ۴۲۶)

وان کانت مرسومۃ یقع الطلاق نوی اولم ینوی۔

سوال ———نمبر۱ شہر میں ایک اسکیم کے تحت مالکان نے ۱۳۵۰ فٹ کے پلاٹ بنا کر بیچنے شروع کئے ہیں بہت سے آدمیوں نے پلاٹ خرید کئے ہیں میں نے بھی ایک پلاٹ خرید کیا ہے ایڈوانس جمع کروادی ہے باقی ماہوار قسط ادا کرتا رہتا ہوں لیکن مالکان نے یہ شرط لگا رکھی ہے کہ قبضہ ڈیڑھ سال سے قبل نہیں ملے گا اس کے بعد جیسے جیسے کوئی رقم ادا کرتا جائے گا اس کو قبضہ دیا جائے گا اور لکھائی بھی تب ہوگی اب وہ کتابی شکل میں تملیک کے لئے تیار نہیں اور اس وقت وہ ان پلاٹوں میں کاشت کر رہے ہیں زید کہتا ہے کہ یہ ایک ایسی شرط ہے کہ جس میں عاقد یعنی بائع کا نفع ہے لہٰذا بیع فاسد ہے اگر یہ عقد صحیح ہے تو ٹھیک اگر فاسد ہے تو اب ہم پر کیا لازم ہے جبکہ میں مع ایڈوانس ۱۲۰۰۰ روپیہ جمع کروا چکا ہوں ان کی واپسی کے لئے شاید وہ مشکل سے راضی ہوں بصورت رضا اور عدم رضا کے کیا حکم ہے؟

نمبر۲' زید نے ۱۰۰۰۰ روپیہ میں ایک بھینس خرید کر کے چارے کے لئے عمر کو دے دی کہ جب قریب الولادۃ ہوگی تو اس کو بیچیں گے اور ۱۰۰۰۰ روپیہ زید نکال لے گا باقی رقم "تنصیفا" تقسیم کی جائے گی آیا یہ معاملہ صحیح ہے یا نہیں جبکہ ہمارے ہاں دیہات میں یہ معاملہ بہت مروج ہے۔

جواب ——— نمبر۱' پلاٹوں کی یہ اسکیم "شرعاً" ناجائز ہے کیونکہ مالک زمین کا زمین کی فروختگی کے بعد زمین پر ڈیڑھ سال تک قابض رہنے کی شرط لگانا فقہی نقطہ نظر سے ناجائز اور مفسد بیع ہے اس لئے اگر یہ معاملہ کرلیا گیا ہے تو اس کو فسخ کردیا جائے اور جو رقم بطور ایڈوانس یا بالاقساط دی جاچکی ہے وہ لوٹائی جائے البتہ اس معاملے کی جائز صورت یہ ہو سکتی ہے کہ یہاں دو معاملے الگ الگ کئے جائیں پہلے باقاعدہ بیع کا معاملہ کرلیا جائے اور آپ اپنی خریدی ہوئی زمین پر باقاعدہ قبضہ کرلیں اور اس کی قیمت کی ادائیگی کا قسطوں کی شکل میں معاہدہ کرلیں یوں "شرعاً" بیع کا یہ معاملہ درست ہو جائے گا اب رہا مسئلہ اجارہ کا تو بیع تام ہونے کے بعد اس معاملہ کو مدت اجارہ اور اجرت طے کر کے بغیر کسی شرط فاسد کے باقاعدہ مکمل کرلیا جائے' اب یہ دونوں معاملے "شرعاً" صحیح ہو جائیں گے اور صفقۃ فی صفقۃ بھی لازم نہیں آئے گا البتہ اگر آپ چاہیں تو اپنی قسطوں کی ادائیگی کا اپنی مملوکہ زمین کی اجرت کے ساتھ مقاصہ یعنی اجرت کا قسطوں سے تبادلہ کرلیا کریں۔ اور کمی بیشی کو پورا کرتے رہیں۔

نمبر۲' یہ صورت بھی فقہی قواعد کی رو سے حنفیہ کے یہاں ناجائز ہے البتہ بعض فقہاء حنابلہ نے جواز کا قول فرمایا ہے چنانچہ اس معاملہ سے بچنا افضل ہے نیز جہاں ابتلاء شدید ہو وہاں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے گنجائش کا قول فرمایا ہے۔

سوال ——— نمبر۱ کیا مردوں کے لئے سونے کی انگوٹھی یا چین پہننا جائز ہے؟ اسی طرح سونے کے بٹن کا استعمال کرنا کیسا ہے۔

نمبر۲' کیا مرد کے لئے ایسی گھڑی کا استعمال کرنا جائز ہے جس کے اندر سونے کے پرزے لگے ہوئے ہوں۔

نمبر۳' مصنوعی دانت جو کہ بالکل فٹ نہ لگایا ہو "مثلاً" اتارنے کے وقت اتارتا ہو تو کیا وضو اور غسل کے وقت اتارنا ضروری ہے؟

(کاشف محمود)

جواب ——— نمبر۱' سونا تو مردوں کے حق میں "مطلقاً" حرام ہے البتہ سونے چاندی کے بٹن مع الکراہت بناء بر تابع ہونے لباس کے جائز ہیں۔

نمبر۲' ایسی گھڑیوں کا استعمال جائز ہے جن کے پرزے سونے کے ہوں۔

نمبر۳' ایسے مصنوعی دانت جو بالکل فٹ نہ ہوں غسل و وضو میں نکالنا ضروری ہیں جبکہ اس کے اندر پانی نہ جائے اگر پانی اندر تک پہنچ جائے تو نکالنے کی ضرورت نہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۵
شمارہ نمبر ۱۳

REGD. NO. SS-160

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ○ مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ○ مولانا سعید احمد جلالپوری

معاون مدیر
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
محمد انور راؤ

قانونی مشیر
منظور علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و ڈیزائن
ارشد دوست محمد

اس شمارے میں

اداریہ	۳
قادیانی فرضی مظالم کا پروپیگنڈہ کرنے کے ماہر ہیں	۶
اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم	۱۳
مظلوم انسانیت کی فریاد	۱۵
انگریزوں کا وحشیانہ کردار	۱۷
تحریک ختم نبوت کا گمنام شہید۔ بشیر احمد خان لودھی	۲۰
اخبار ختم نبوت	۲۳

قیمت ۵ روپے

بیرون ملک چندہ: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۵۰ ڈالر امریکی ○ یورپ، افریقہ ۴۰ ڈالر امریکی ○ متحدہ عرب امارات، انڈیا ۳۰ ڈالر امریکی
چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۳۰ کراچی پاکستان ارسال کریں

اندرون ملک چندہ: سالانہ ۲۵۰ روپے، ششماہی ۱۲۵ روپے، سہ ماہی ۷۵ روپے

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122، 581486
فیکس: 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 0171-737-8199

پبلشر: عبدالرحمٰن باوا | طابع: سید شاہد حسن | مطبع: القادر پرنٹنگ پریس | مقام اشاعت: ۳۰ بنوریہ روڈ ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نادان دوست یا عقل مند دشمن ؟

تحریک پاکستان اور پھر قیام پاکستان اپنے پس منظر میں ایک پر آشوب تاریخ کے امین ہیں۔ برصغیر ہند میں انگریزوں کی آمد اور ریشہ دوانیوں کے ذریعہ پورے خطے پر تسلط پھر ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد پورے برصغیر پر انگریزی راج اور اس سے چھٹکارے کے لئے مسلمانوں کی طویل جدوجہد آزادی تاریخ کا وہ روشن باب اور مسلمہ حقیقت ہے کہ دانشوری کا دعویٰ رکھنے والا کوئی کور چشم بھی اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ سید احمد شہید کی تحریک جہاد سے شیخ الہند کی ریشمی رومال تحریک تک مجاہدین آزادی ہند کی قیادت شاہ ولی اللہ کے متوسلین ہی کے ہاتھ میں رہی۔ ۱۹۲۰ء کے بعد بین الاقوامی حالات میں ایسی تبدیلی رونما ہوئی کہ برصغیر پر انگریزی اقتدار کے خاتمے کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ تبدیلی حالات کے ساتھ آزادی ہند کی تحریک کو سیاسی انداز اختیار کرنا پڑا۔ برصغیر کی ہندو اکثریت کانگریس کے پلیٹ فارم سے مضبوط سیاسی قوت کے طور پر میدان میں آئی تو مسلمان زعماء نے انگریزوں سے گلوخلاصی کے لئے اس قوت کو استعمال کرنے کا فیصلہ کیا اور اس سے کام بھی لیا گیا۔ مسلمان زعماء کا مطالبہ تھا کہ انگریزوں نے برصغیر کی حکومت مسلمانوں سے چھینی تھی اس لئے یہ انہی کا حق ہے جو واپس ان کو ہی دیا جائے۔ ہندو حکمرانی کے لائق قوم نہیں کہ اکثریت و اقلیت کے گورکھ دھندے میں پڑا جائے۔ مگر اٹھارہویں صدی میں انگریزوں کی آمد سے بیسویں صدی تک وقت بڑی تیز رفتاری سے سفر طے کرچکا تھا۔ چودہویں صدی کے مجدد اور وقت کے نباض مولانا اشرف علی تھانوی نے ۲۸ جون ۱۹۲۸ء میں برصغیر کی تقسیم کا خیال پیش کیا۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء میں یہی مشورہ علامہ اقبال نے قوم کو دیا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء میں اسی خیال و مشورہ کو محمد علی جناح نے تقسیم کے فارمولے کے عنوان سے لاہور کے جلسہ عام میں منظور کروایا۔ تقسیم کی عملی دشواریوں کے حل کی راہ آسان اور صاف کرنے کے لئے مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی اور مفتی محمد شفیع عثمانی کی خدمات حاصل کی گئیں۔ یوں تاریخ کا ایک طویل سفر پہلی منزل "قیام پاکستان" پر منتج ہوا۔

مسلمان عوام، جن کے دونوں سے سرحد اور بنگال کے صوبے پاکستان میں شامل ہوئے۔ وہ صاف دل و دماغ کے لوگ تھے۔ مسلم لیگ کی ہائی کمان نے مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا ظفر احمد عثمانی کو ان دونوں صوبوں میں خاص طور پر بھیجا کہ ریفرنڈم میں مسلمانوں کو پاکستان کی حمایت کرنے پر آمادہ کریں اور اس میں بڑی کامیابی حاصل ہوئی چنانچہ مذکورہ صوبے پاکستان کا حصہ قرار پائے۔

قیام پاکستان کے بعد اسلام کا ہر شعبہ زندگی میں نفاذ کیوں ممکن نہ ہوا یہ تحقیق و تفتیش کا ایک مستقل موضوع ہے اور اخباری تجزیوں کے مطابق قائداعظم سمیت مرکزی قیادت کو کس طرح راستے سے ہٹایا گیا یہ سیکرٹ سروسز کے معلوم کرنے کی بات ہے۔ بانی پاکستان کی اقلیتوں کے حقوق سے متعلق ایک تقریر (قادیانی ہفت روزہ لاہور ۲۸ر۵ر۴ کے مطابق ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کی معرکۃ الآرا تقریر جو انہوں نے "مجلس دستوریہ پاکستان" کے اجلاس میں کی) کو بنیاد بناکر پوری تحریک پاکستان کو سیکولر پاکستان کے قیام کی تحریک قرار دینا اور حکمرانی یا دانشوری کے زعم میں قرارداد مقاصد کو قیام پاکستان اور بانی پاکستان کے مقاصد کے منافی

قرار دے کر سیکولرازم کا کچھ اچھالنا نادان دوستوں کا کردار پیش کرتا ہے۔ ان نادان دوستوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ ان کی منطق کے نتیجے میں بانی پاکستان کے کردار کے دو رخ متعین ہو جاتے ہیں ایک اندرون خانہ روپ اور دوسرا مسلمان عوام اور علماء کے روبرو۔ قائداعظم کے ان نادان دوستوں نے شاید اس پہلو پر کبھی غور نہیں کیا کہ اپنے قول و فعل سے کیا وہ قائداعظم کو ذوالوجہین ثابت کر کے تاریخ کے ترازو میں تولنا چاہتے ہیں؟

قادیانیوں کی حمایت سے شفیع محمدی ملازمت بچانا چاہتے ہیں؟

شفیع محمدی کو جسٹس لکھتے ہوئے شرم کے مارے قلم کو پسینہ آجاتا ہے اور وہ بھی شریعت عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر محمد عربی ﷺ کے لائے ہوئے دین اسلام سے کھلی بغاوت کرنے والے قادیانی گروہ کی بے جا وکالت کا فریضہ انجام دے رہا ہو۔ کیا قابل احترام عدالت کی کرسی پر شفیع محمدی صاحب کو بٹھا کر آئین پاکستان سے کھلی بغاوت کا مقدمہ پیش ہو اور ثبوت بغاوت کے بعد باغیوں کو پاکستان کے کلیدی عہدوں پر فائز کرنے کا فیصلہ اسی طرح دے دیا جائے گا جس طرح قادیانیوں کے متعلق ملازمتوں پر تقرر کے لئے دیا گیا ہے؟

شریعت عدالت کے جج کی حیثیت سے تقرر پر تقریباً" پانچ ماہ قبل ہم نے اسی اندیشہ کا یوں اظہار کیا تھا:

"جسٹس شفیع محمدی شریعت عدالت کے جج مقرر ــــــ اللہ رحم کرے!

خبر ہے کہ اسلام کے چودہ سو سال تک متفقہ قانون نکاح و طلاق کو "حلالہ" کے عنوان سے استہزاء کا نشانہ بنا کر بدکاری کو قانونی رنگ دینے والے جج شفیع محمدی کو شریعت عدالت کا جج مقرر کر دیا گیا ہے۔ عدالتوں میں سیاسی بنیادوں پر ججوں کے تقرر نے پاکستان کے عدالتی وقار کو عدم اعتماد کی پرخار وادی میں دھکیل دیا ہے۔ شریعت عدالت کا بھرم ابھی تک قائم تھا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مغربی کلچر کے پھیلاؤ میں معاونت کی خاطر حکومت نے اس بھرم کو بھی توڑنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ پاکستان کے مسلمانوں کی اکثریت فقہ حنفی پر عمل پیرا ہے۔ اسلامی قانون اور اس کے اصول و مبادی پر فقیہانہ دسترس سے عاری نام نہاد مدعیان اجتہاد نے پہلے ہی اسلامی قانون کو بازیچہ اطفال بنا رکھا ہے۔ شفیع محمدی جیسے بزعم خود مجتہد کو شریعت عدالت کا جج مقرر کرنا عدالتی نظام اور مسلمان عوام پر ظلم کے مترادف ہے۔ کیا حکمران اس قدر بے بہرہ و بے توفیق ہو چکے ہیں کہ طبی اداروں میں انجینئر اور انجینئرنگ کے اداروں میں ڈاکٹروں کا تقرر کیا جانے لگے گا؟ شریعت عدالت کی کرسی تو ماہرین شریعت کے لئے ہی مختص رہنی چاہئے ورنہ مذہبی و قانونی فساد کو قانون کی سند حاصل ہو جائے گی۔ پھر ایسے فساد کی سرحدیں متعین کرنا مشکل ہو جائے گا۔" (ختم نبوت ج ۱۴ ش ۴۳ ص ۵)

جسٹس شفیع محمدی کا تازہ ارشاد ملاحظہ فرمایئے جس میں ایک تیر سے حقائق کے کتنے ہی سینے بیک وقت چھلنی ہو رہے ہیں فرماتے ہیں: انہوں نے کہا کہ پاکستان کے قیام کو صرف اسلام تک محدود کرنا صرف نعرہ تو ہو سکتا ہے مگر اسے حقیقت قرار نہیں دیا جا سکتا البتہ اسلام بھی قیام پاکستان کی تحریک کا ایک فیکٹر تھا ایک اور سوال پر انہوں نے کہا کہ قادیانی غیر مسلم ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انہیں ملازمت میں نہ لیا جائے یا ملازمتوں سے نکال دیا جائے۔ آئین کے تحت صدر اور وزیراعظم کے سوا قادیانی ہر عہدے پر فائز ہو سکتے ہیں۔ (روزنامہ پاکستان لاہور ۱۷ اگست ۱۹۹۶ء)

جسٹس شفیع محمدی صاحب! ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی نے طویل بحث و مباحثہ اور قادیانیوں کو اپنے نقطہ نظر کے مکمل و مفصل دفاع کے مواقع مہیا کرنے کے بعد صاف صاف فیصلہ نہیں کیا تھا کہ قادیانی اسلام کے باغی اور نئے دین کے پیروکار ہونے کے ناطے مسلمانوں سے الگ ایک نئی امت ہیں؟ ۱۹۷۴ء سے ۱۹۹۶ء تک قادیانیوں نے قولاً" و عملاً" آئین پاکستان کو تسلیم کرنے سے صاف انکار نہیں کیا ہے؟ تاریخی حقائق کی روشنی میں مذکورہ دونوں باتیں واقعاتی ہیں تو شفیع محمدی صاحب کی عدالت اسلام کے باغیوں اور آئین پاکستان کو تسلیم نہ کرنے والوں کو "جرم بغاوت" کا مرتکب قرار دے گی یا دیگر کلیدی عہدوں کے استحقاق کے ساتھ شریعت عدالت کی کرسی پر جسٹس بنا کر بٹھانے کا بھی مستحق ٹھہرائے گی؟

قادیانی فرضی مظالم کا پروپیگنڈہ کرنے کے ماہر ہیں

قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد نے گزشتہ دنوں کہا تھا کہ اگر پاکستان میں قادیانیوں پر مظالم بند نہ ہوئے تو مسلمانوں پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا اس کے علاوہ ان کا کہنا تھا کہ چونکہ (مرزا طاہر احمد) کے مخالفین نے جو باتیں ان کے خلاف کی تھیں وہ پوری نہیں ہوئیں لہٰذا وہ مباہلہ میں جیت گئے ہیں اور قادیانیت کو دنیا میں فتح نصیب ہوئی ہے۔ اس حوالے سے قادیانیوں کے دعووں کی حقیقت جاننے کے لئے جنگ لندن نے ایک مذاکرہ کا اہتمام کیا جس میں ممتاز علمائے کرام نے شرکت کی جو پاکستان سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ کی سالانہ کانفرنس کے لئے برطانیہ تشریف لائے تھے۔ مذاکرے کی تفصیلی رپورٹ نذر قارئین ہے۔

جنگ مذاکرہ

موضوع: قادیانیوں پر مظالم کی حقیقت

شرکاءِ مذاکرہ

- مولانا محمد یوسف لدھیانوی' امیر دوم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' مولف تحفہ قادیانیت
- مولانا اللہ وسایا...... مرکزی مبلغ رابطہ سیکریٹری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
- مولانا منظور احمد الحسینی...... ناظم تبلیغ مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ
- مولانا سعید احمد جلالپوری...... مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی
- حاجی عبدالرحمان یعقوب باوا...... سیکریٹری جنرل مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ
- مفتی محمد جمیل خان' مولانا مفتی محمد اسلم
- رپورٹ:۔ مشتاق مشرقی

مولانا اللہ وسایا...... قادیانیوں اور اہل اسلام کے درمیان اختلاف کی بنیادی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ انہوں نے حضورؐ سرور کائنات کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو بطور "نبی" تسلیم کیا اس کی وجہ سے یہ لوگ علیحدہ امت قرار پائے اس لئے کہ نبی کے آنے سے امت بدل جایا کرتی ہے اس حوالے سے قادیانی جماعت کا فرض بنتا تھا کہ دیگر مذاہب کی طرح یہ اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ رکھتے تو ہمارا ان کے ساتھ کسی قسم کا جھگڑا نہ ہوتا انہوں نے پوری دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہا اور خود کو مسلمان قرار دیا اور پوری دنیائے اسلام کی متاع عزیز' اسلامی اصطلاحات کے اوپر ناجائز غاصبانہ قبضہ کیا۔ قادیان میں مرزا محمود کے زمانے میں بے شمار لوگوں کو بے گھر کیا گیا۔ مجلس احرار اسلام نے وہاں دفتر بنانے کی کوشش کی تو ان کی راہ میں روڑے اٹکائے اور اس کی مخالفت کی قادیان میں ۱۹۳۴ء میں مجلس احرار نے کانفرنس منعقد کرنے کا اہتمام کیا تو ان لوگوں نے قادیان شہر کے اندر یہ کانفرنس نہ ہونے دی حالانکہ اس وقت انگریز کا زمانہ تھا۔ قادیانیوں نے صرف مسلمانوں کے ساتھ ہی برا سلوک نہیں کیا' بلکہ وہ لوگ جو خود قادیانی جماعت کے ممبر تھے اور کسی غلط کام کی وجہ سے ان کی جماعت کی مخالفت یا مخاصمت کرتے تھے قادیانی تو ان کے ساتھ برا سلوک کرتے تھے اور قادیان شہر میں ہر دکان پر یہ لکھا ہوتا تھا کہ یہاں پر صرف قادیانیوں کو ہی سودا فروخت کیا جاتا ہے اور کسی مسلمان کو ان کے ساتھ کاروبار کی اجازت نہیں تھی سب سے پہلے قادیان میں ہی قادیانیوں نے ہمارے مردوں کو دفن ہونے سے روکا اور پاکستان بننے کے بعد ان لوگوں کے ساتھ اس سے بڑی رعایت اور کیا ہو سکتی ہے کہ قائداعظم نے چوہدری ظفر اللہ خان کو وزیر خارجہ بنایا لیکن انہوں نے اس کا صلہ پاکستان کو یہ دیا کہ وزارت خارجہ کے تمام وسائل قادیانیوں کی فلاح و بہبود اور تعارف کے لئے صرف کئے اور چوہدری ظفر اللہ خان نے قائداعظم کی نماز جنازہ میں شریک ہونے سے انکار کر دیا پاکستان کے قیام کے بعد جنرل موڈی نے ربوہ میں قادیانیوں کے لئے ایک ہزار ایکڑ اراضی دی جس کی قیمت ایک آنہ فی مرلہ بنتی تھی اور وہاں پر ۱۹۷۷ء سے پہلے تک کی پوزیشن یہ تھی کہ کسی بھی مسلمان کو شہر کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہ

تھی حضرت مولانا تاج محمودؒ نے اپنے ہفت روزہ "لولاک" میں ایک اداریہ میں ایوب خان اور نواب آف کالا باغ ملک امیر محمد خان سے کہا تھا کہ آپ بھیس بدل کر ربوہ میں صرف ایک رات گزار دیں اور صحیح سالم اگر واپس آجائیں تو میں آپ کی سیاسی بیعت کرلوں گا تو حالات یہ تھے کہ قادیانیوں کی مرضی کے بغیر وہاں پر کوئی دم نہیں مار سکتا تھا۔ ربوہ میں کئی لوگوں کے قتل ہوئے جن کی کوئی ایف آئی آر درج نہیں ہو سکتی تھی آج بھی پوزیشن یہ ہے کہ پوری زمین قادیانیوں کی ملکیت ہے اور وہاں رہنے والوں کو اس جماعت نے لیز پر زمین دے رکھی ہے اگر کوئی شخص مذہبی اختلاف کی وجہ سے قادیانی جماعت کو چھوڑتا ہے تو اس کی لیز کینسل کر کے ربوہ بدر کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں۔ قادیانی جماعت نے اپنے غریب طبقہ کا سب سے زیادہ استحصال یہ کیا کہ ربوہ میں رہنے والے قادیانیوں کو اس اپنی زمین کے مالکانہ حقوق حاصل نہیں ہیں جس پر ان لوگوں نے تعمیر اور توسیع کی ہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں قادیانی جماعت کے خلاف ہمارا صرف یہ مطالبہ تھا کہ جداگانہ انتخابات میں قادیانیوں کو مسلمانوں کے ساتھ شمار نہ کیا جائے اور چوہدری ظفر اللہ خان مسلمانوں کا نمائندہ نہیں ہے اتنی سی بات پر ہمارے اوپر ظلم و ستم کیا گیا سب سے بڑا حادثہ یہ ہے کہ جسٹس منیر کی رپورٹ کے مطابق جہاں جہاں قادیانی افسران مقرر تھے وہاں پر سب سے زیادہ فسادات ہوئے انہوں نے خصوصی طور پر منٹگمری کے ڈپٹی کمشنر کا حوالہ دیا۔ ہماری تحریک خالصتاً" پر امن تحریک تھی لیکن قادیانیوں نے اسے تشدد کی راہ پر ڈالا اس کے بعد ۱۹۷۴ء کی تحریک ہے جس سے دنیا بے خبر ہے کیونکہ قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد نے نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ پر قاتلانہ حملہ کروایا تھا جو

ہمارا مقابلہ مرزا طاہر سے نہیں بلکہ اس کے دادا غلام احمد قادیانی سے ہے

ربوہ سے بذریعہ ٹرین سفر کر رہے تھے اس کے رد عمل میں یہ تحریک شروع ہوئی تھی۔ ہماری اس تحریک کے آغاز سے قبل ہی قادیانیوں کے باثر افسران نے اپنی املاک کی انشورنس کرالی تھی ان میں مل مالکان بھی شامل تھے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب ان لوگوں کی پلاننگ تھی۔ ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی میں مرزا ناصر احمد اور لاہوری گروپ کو بلایا گیا گیارہ روز تک مرزا ناصر احمد پر جرح کی گئی۔ پوری قومی اسمبلی اس نتیجے پر پہنچی کہ قادیانی جماعت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے دنیا جہان میں کسی بھی ملک کی پارلیمنٹ کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ جو قانون وہ بنا دے اسے تسلیم کیا جاتا ہے لیکن قادیانی جماعت نے اس فیصلے سے بھی انحراف کیا اور اپنے آپ کو مسلمان کہلانے پر مصر رہے۔ آئین پاکستان میں ترمیم ہو جانے کے باوجود قادیانی جماعت نے آئین سے بغاوت کی راہ اختیار کی۔ ضیاء الحق مرحوم کے زمانے میں امتناع قادیانیت کا آرڈیننس نافذ ہوا جس میں قادیانیوں کو حق دیا گیا تھا کہ وہ مرزا غلام احمد کے بارے میں جو چاہیں عقیدہ رکھیں اور پرائیویٹ طور پر انہیں مکمل مذہبی آزادی ہو گی لیکن وہ قادیانیت کو اسلام کے نام پر پیش کرنے سے باز رہیں یعنی مرزا غلام احمد کو "نبی" کہنا اور اپنے آپ کو مسلمان کہنا چھوڑ دیں کیونکہ اس طرح مسلمانوں کے حقوق کے اوپر ڈاکہ زنی ہو گی۔ قادیانی یہ معاملہ ہائی کورٹ میں لے کر گئے وفاقی شرعی عدالت میں بھی گئے چاروں ہائی کورٹوں نے مختلف وقتوں کے بعد قادیانیوں کے خلاف فیصلہ دیا اس کے بعد سپریم کورٹ کے پانچ جج صاحبان نے بھی قادیانی جماعت کے خلاف فیصلہ دیا۔ جسٹس شفیع الرحمن نے اس فیصلہ پر اختلافی نوٹ لکھا تھا جس میں انہوں نے یہ کہا تھا کہ آرڈیننس کی فلاں دفعہ آئین کی دفعہ ۲۰ کے ساتھ متصادم ہے اگر یہ متصادم ہے تو یہ لاء منسٹری کا کام ہے کہ وہ اس ابہام کو دور کرے لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ قادیانی اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے اس پر پانچوں جج صاحبان بشمول جسٹس شفیع الرحمن نے کہا کہ قادیانی غیر مسلم ہیں ان کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کے باوجود قادیانی جماعت پوری دنیا میں پاکستان کو بدنام کر رہی ہے مختلف تنظیموں کو لٹریچر مہیا کر کے پاکستان کے خلاف فضا بنائی جاری ہے انسانی حقوق کے تحفظ کی دعویدار ہر تنظیم ہر سال پاکستان کے خلاف بیان جاری کر دیتی ہے پاکستان کے اندر عیسائی' ہندو' سکھ اور دیگر اقلیتیں موجود ہیں لیکن ان کے ساتھ کبھی اختلاف سامنے نہیں آئے اگر آج بھی قادیانی آئین میں ہونے والی ترمیمات کو قبول کر لیں تو پاکستان میں دیگر اقلیتوں کی طرح ان کے حقوق کو بھی ہر قسم کا تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ ابھی کچھ عرصہ قبل مرزا طاہر احمد نے بیان دیا تھا کہ ضیاء الحق ان کے مباہلہ کے نتیجہ میں ہلاک ہوئے تھے۔ اس ضمن میں درخواست ہے کہ پاکستان کے تمام ترعلمائے کرام نے اکثر و بیشتر اور تمام دینی جماعتوں پر مشتمل مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے تاریخ مقرر کر کے لاہور' اسلام آباد' کراچی اور کوئٹہ میں بیک وقت مباہلے کا چیلنج دیا اور کہا کہ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد یا ان کے نمائندے آئیں اور ہم مباہلے کی سنت ادا کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن وہ نہیں آئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی تحریرات خود ان کا اپنا طرز عمل ہے کہ وہ اس بات کو تسلیم کرتے تھے کہ مباہلے کے لئے دونوں فریقوں کا ایک میدان کے اندر آنا ضروری ہے چنانچہ مولوی عبدالحق غزنوی کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کا جو مباہلہ ہوا اس میں خود مرزا غلام احمد کا انتقال عبدالحق

پاکستان کی تمام اعلیٰ عدالتیں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے چکی ہیں

غزنوی کی زندگی میں ہو گیا تھا۔

جنگ پینل ـــــ برطانیہ میں جماعت احمدیہ کے سیکریٹری رشید چوہدری کے بیان کے مطابق مباہلے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ میدان میں پہنچا جائے۔

مولانا اللہ وسایا ...... یہ بات حضورؐ سرور کائنات کی تعلیمات کے بھی منافی ہے۔ اور خود مرزا غلام احمد کی تحریرات کے بھی منافی ہے گھر میں بیٹھ کر آدمی جس کے خلاف چاہے بد دعا کرتا رہے یہ مباہلہ نہ ہوا تماشہ ہو گیا کیونکہ اگر کوئی مر جائے تو میں کل کو کہہ دوں کہ میں نے بد دعا کی تھی اس لئے مر گیا تھا یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ مثلاً ہمارے ساتھی حاجی عبدالرحمٰن یعقوب باوا ہیں، مولانا منظور احمد الحسینی اور خود میں نے مل کر پاکستان سے برطانیہ آنے سے قبل قادیانی جماعت کو اشتہار دیا کہ تم تاریخ طے کرو ہم آنے کے لئے تیار ہیں انہوں نے کوئی تاریخ مقرر نہ کی تو ہم نے خود اپنے طور پر تاریخ مقرر کی اور یہاں پہنچ گئے۔ ہمیں تو ہوا کچھ نہیں جنرل ضیاء نے تو کبھی ان کے مباہلے کو ذرا بھی وقعت بھی نہ دی تھی وہ تو ایک حادثے کا شکار ہوئے تھے ان کے متعلق کہہ دینا کہ وہ قادیانیوں کے مباہلے سے ہلاک ہوئے تھے میرے خیال میں اتنی بڑی زیادتی ہے کہ اس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ اب مرزا طاہر احمد کے بیان کا دوسرا حصہ ہے جس میں اس نے کہا ہے کہ پاکستان پر عذاب آنے والا ہے عذاب کی دو شکلیں ہو سکتی ہیں

قادیانی مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ زنی کے مرتکب ہو رہے ہیں

خدا نہ کرے پاکستان کسی بیرونی حادثے کا شکار ہو جائے یا یہ کہ فرقہ واریت اور خانہ جنگی کی صورت حال پیدا ہو جائے جیسا کہ کراچی کے حالات ہیں۔

جنگ پینل ـــــ قادیانیوں کے مطابق برطانیہ میں ان کے سالانہ اجتماع میں ۹۳ ممالک کے نمائندوں نے شرکت کی اس میں کہاں تک سچائی ہے؟

مولانا اللہ وسایا ...... وہ جس قسم کے اعداد و شمار چاہیں شائع کرتے رہیں آپ اس بات سے اندازہ لگائیں کہ گزشتہ گیارہ سالوں میں آٹھ لاکھ افراد قادیانی جماعت میں شامل ہوئے۔ ظاہر ہے کہ پاکستان میں کوئی قادیانی نہیں ہوا اگر ہوتے ہیں تو یورپ کے اندر ہوتے ہوں گے اسی دن ان کی خبر یہ تھی کہ اس سالانہ اجتماع میں دس ہزار افراد شریک ہوئے۔ جبکہ

قادیانی آئینی ترمیمات تسلیم کرلیں تو ان کے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا

اس بات سے بھی آپ ان کے اعداد و شمار کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی میں مرزا ناصر احمد سے پوچھا گیا تھا کہ پاکستان میں قادیانیوں کی تعداد کیا ہے تو انہوں نے کہا تھا کہ متعین تو نہیں کیونکہ ہم ریکارڈ نہیں رکھتے حالانکہ یہ لوگ ایک ایک آدمی کا ریکارڈ رکھتے ہیں اگر یہ ریکارڈ نہیں رکھتے تو آٹھ لاکھ کا فگر انہوں نے کیسے دے دیا۔ جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں جب مردم شماری ہوئی تو اس وقت ایک لاکھ تین ہزار کے قریب قادیانی تھے آپ اندازہ لگائیں کہ جس ملک میں ان کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی اب اسے ۳۵ لاکھ قرار دے رہے طرح برطانیہ میں اعداد و شمار کے بارے میں مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں خود مرزا غلام احمد نے لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ وہ پچاس کتابیں لکھیں گے جبکہ اس نے صرف پانچ کتابیں لکھیں لوگوں نے کہا کہ تم نے تو پچاس کتابوں کی قیمت وصول کی ہے تو کہا کہ پانچ کے ساتھ ایک صفر لگا دو تو پچاس ہو جاتا ہے۔ لہٰذا میں نے وعدہ پورا کر دیا ہے یہ لوگ صفر لگانے کے بہت ماہر ہیں یہ تو ان کے "نبی" کی سنت ہے اگر پاکستان میں ان کی تعداد ۳۵ لاکھ ہے تو ان کے ۲۲ نمائندے قومی اسمبلی میں جا سکتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ دو لاکھ افراد پر قومی اسمبلی کا ایک حلقہ مشتمل ہوتا ہے۔ جبکہ قادیانی اپنی تعداد کو چھپانے کی غرض سے ووٹنگ میں حصہ نہیں لیتے ووٹ نہیں بنواتے۔ بہانہ یہ کرتے ہیں کہ ہمیں اقلیتوں میں شمار کردیں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ قادیانی جماعت اس بات سے ڈرتی ہے کہ کہیں ساری دنیا کے سامنے ان کے اعداد کا شمار بھانڈا نہ پھوٹ جائے۔ اس کے علاوہ یہ لوگ زکوٰۃ نہ دینے کے لئے بھی اپنے آپ کو غیر مسلم لکھ دیتے ہیں اگر چار ٹکے بچانے کے لئے جنگ کو ڈیکلر یشن لکھ کر دینے کے لئے تیار ہیں تو نیشنل اسمبلی کی سیٹیں حاصل کرنے کے لئے یہ مرزا ناصر احمد کے فارمولے پر عمل کیوں نہیں کرتے۔

جنگ پینل ـــــ مرزا طاہر احمد برطانیہ میں کس لئے موجود ہیں؟

مولانا اللہ وسایا ـــ خود مرزا غلام احمد نے کہا کہ وہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہیں تو ہر شخص اپنے خود کاشتہ پودے کی حفاظت کرتا ہے۔

جنگ پینل .. مرزا طاہر نے انگریزوں کا ایجنٹ اور آلہ کار ہونے کی تردید کی ہے اس سلسلہ میں آپ کیا رائے رکھتے ہیں؟

مولانا اللہ وسایا ...... خود کاشتہ پودے کا لفظ خود مرزا غلام احمد نے استعمال کیا تھا یہ بات "تبلیغ رسالت"، "مجموعہ اشتہارات"، "کتاب البریہ" جیسی ان کی کتابوں میں موجود ہے یہ کتابیں پہلے قادیان میں چھپتی تھیں اب مرزا طاہر احمد نے یہاں لندن سے ان کتابوں کو شائع کروایا ہے اس حوالے کے ہوتے ہوئے بھی اگر مرزا طاہر احمد اس بات سے انکار کرتا ہے تو میرے خیال میں امت مسلمہ کے احتساب کی وجہ سے مرزا غلام احمد کی تحریرات کا سامنا کرنے سے گھبرا رہا ہے یہ اس کی بوکھلاہٹ کی دلیل ہے۔

جنگ پینل ۔ قادیانی جماعت نے اپنے لٹریچر کی تشہیر کے لئے سٹیلائٹ کا استعمال شروع کر دیا ہے آپ کی جماعت اس کے توڑ کے لئے کیا کر رہی ہے؟

مولانا اللہ وسایا ـــ قادیانیوں نے سیٹلائٹ کے ذریعے نشریات شروع کی ہیں اس کے جواب میں

کویت اور سعودی عرب کی حکومتوں نے اسلامی تعلیمات کی تشہیر شروع کردی ہے دراصل یہ کام رابطہ عالم اسلامی کا ہے یہ اتنا بھاری کام ہے کہ حکومتیں ہی اس کو کرسکتی ہیں۔ قادیانیوں نے جو سیٹلائٹ پروگرام شروع کئے ہیں ان پر ایک گھنٹہ کے پروگرام کے لئے ساڑھے تین ہزار پونڈ خرچ اٹھتا ہے اگر ۲۴ گھنٹے کے لئے نشریات ہوں تو آپ اندازہ لگاسکتے ہیں کہ ان کے فنڈز کہاں سے ملتے ہیں ویسے بھی مسلمان ایسے پروگرام نہیں دیکھتے اس لئے ہم ان نشریات کے نتائج کو دیکھتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کو ان سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ڈش انٹینا کے برے نتائج بھی سامنے آرہے ہیں۔ قادیانی نوجوان مرزا طاہر احمد کا خطبہ دیکھنے کے بعد عریاں فلمیں دیکھنا شروع کردیتے ہیں۔ اگر ڈش انٹینا کے ذریعہ مرزا طاہر احمد نے بیرون ملک بیٹھ کر قادیانیوں کو کسی قسم کی تحریک شروع کرنے یا اکسانے کی حماقت کی تو میرا رب خیر کرے 'نتیجہ ان کے خلاف جائے گا جس طرح کہ ۱۹۵۳ء ۱۹۷۴ء اور پھر ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں کے خلاف گیا تھا یہ تینوں تحریکیں ان کی پیدا کردہ تھیں۔

جنگ پینل ۔۔۔ کیا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے انٹرنیٹ کی سہولت حاصل کرلی ہے؟

حاجی عبدالرحمان یعقوب باوا ...... ہمارے کچھ طالب علم اس کام میں لگے ہوئے ہیں اور خدا کے فضل سے قادیانیوں کا توڑ کرنے کے لے ہم عنقریب اپنے لندن والے دفتر میں انٹرنیٹ لگا رہے ہیں۔ اس طرح ہمارا پیغام دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اس کمپیوٹر نیٹ ورک کے ذریعے کروڑوں افراد تک پہنچ جائے گا۔ ہمارے علمائے کرام کے نزدیک ٹیلی ویژن جائز نہیں ہے اس لئے ہم اس کا استعمال نہیں کرتے لیکن کمپیوٹر استعمال کرتے ہیں۔

جنگ پینل ...... مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب' ابھی حال ہی میں مرزا طاہر احمد نے دعویٰ کیا تھا کہ مختلف افراد کی جانب سے مباہلے کے چیلنج میں اسے فتح ہوئی ہے اس کے علاوہ مباہلے کی تاریخی حقیقت کیا ہے اس بارے میں ہمیں کچھ بتایئے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی ..... سب سے پہلے یہ بات سمجھنے کی ہے کہ مباہلہ ایک اسلامی اصطلاح ہے بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ اس کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے۔ حضورؐ کی خدمت میں نجران کے عیسائیوں کا وفد آیا تھا اور وہ چھ آدمیوں پر مشتمل تھا۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے بحث مباحثہ کیا اور وہ چند منٹوں میں لاجواب ہوگئے اس کے بعد آنحضرت ﷺ پر آیت نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "اب بھی جو شخص آپ سے کٹ حجتی کرتا ہے اس کے بعد کہ آپ کے پاس علم آچکا ہے تو آپ کہہ دیجئے آؤ ہم بلاتے ہیں اپنے

قادیانی دلیل کا جواب دلیل سے دینے کے قائل نہیں ہیں

قادیانی اپنے مسائل سے توجہ ہٹانے کے لیے مباہلہ کا چیلنج کرتے رہتے ہیں

بیٹوں کو تم بلاؤ اپنے بیٹیوں کو تم لاؤ اپنی عورتوں کو ہم لاتے ہیں اپنی عورتوں کو' تم خود آؤ ہم خود آئیں گے۔ پھر مل کر اللہ کے سامنے گڑگڑائیں' اور ہم جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں مل کر دعا کریں یا اللہ ان دو فریقوں میں سے جو فریق جھوٹا ہے اس پر لعنت بھیجئے۔" حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم لوگوں کو مباہلے کی دعوت دیتا ہوں تو عیسائیوں نے کہا کہ ہمیں ایک رات کی مہلت چاہئے ہم اس پر غور کریں گے۔ ان کے مولوی عبدالمسیح نے کہا کہ جب کسی قوم نے سچے نبی سے مباہلہ کیا تو وہ بچ نہیں سکی اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ جاکر اس شخص سے کہو کہ ہم تمہیں جزیہ دیا کریں گے اور تمہاری ماتحتی قبول کرلیں گے لیکن مباہلہ نہیں کریں گے۔ چنانچہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ ہم مباہلے کے لئے تیار نہیں ہیں ہم لوگ آپ کو ٹیکس دیا کریں گے۔ ان لوگوں کے ساتھ مصالحت خلفائے راشدین کے زمانے تک قائم رہی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ لوگ مباہلے کے لئے آجاتے تو درختوں پر کوئی پرندہ بھی زندہ نہ بچتا یہ ہے اصل حقیقت مباہلے کی۔ ایک بات ہمیں سمجھ لینی چاہئے کہ ہمارا مقابلہ مرزا طاہر احمد سے نہیں بلکہ ہمارا مقابلہ تو اس کے دادا مرزا غلام احمد قادیانی سے ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ بھی کیا کسی نے مباہلہ کیا یا کوئی چیلنج بازی ہوئی جس طرح مرزا طاہر کررہا ہے اس کا دادا بھی اسی طرح کیا کرتا تھا وہ علماء کو چیلنج دیا کرتا تھا جوابا" علماء بھی اس کو چیلنج کیا کرتے تھے چنانچہ مرزا غلام احمد کے دو مباہلے ہمارے علم میں موجود ہیں جن سے مرزا طاہر اور ان کی جماعت والے انکار نہیں کرسکتے۔ مرزا غلام احمد کا مباہلہ مولانا عبدالحق غزنوی کے ساتھ امرتسر میں عید گاہ کے میدان میں ظہر کے بعد ہوا تھا۔ دونوں نے آمنے سامنے بددعا کی مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ اصول بیان کیا کہ مباہلہ کرنے والوں میں سے جو فریق جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں مرتا ہے چنانچہ غلام احمد قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں مولانا عبدالحق غزنوی کی زندگی میں فوت ہوا اور وبائی ہیضے سے مرا تھا جس کو وہ خود عذاب الٰہی قرار دیتا تھا جبکہ حضرت مولانا عبدالحق غزنوی ۱۶ مئی ۱۹۱۷ء میں دنیا سے رخصت ہوئے اب اس مباہلے کے نتیجے میں جھوٹے کی ہلاکت کو نہ ماننا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا انکار اور مباہلے کا انکار ہے۔

جنگ پینل ..... اس وقت مباہلے کا چیلنج جاری کرنے کے پیچھے کیا محرکات کارفرما ہوسکتے ہیں؟

مولانا محمد یوسف لدھیانوی ۔ جون ۱۹۸۸ء میں مرزا طاہر احمد نے یکایک مباہلے کا چیلنج جاری کردیا تھا کیونکہ ان کی جماعت میں شدید ترین اختلافات پیدا ہوچکے تھے جو اندر دبے ہوئے تھے۔ ہماری اطلاعات کے مطابق مرزا طاہر احمد کا بھائی مرزا رفیع اپنی الگ جماعت بنانے کی کوشش میں تھا اس لئے یہ شدید

ترین ذہنی پریشانی میں مبتلا تھا آپ جانتے ہیں کہ جب حکومتوں کے خلاف عوامی تحریک چلتی ہے تو وہ توجہ ہٹانے کے لئے نیا شوشہ چھوڑ دیتی ہیں جیسا کہ سرحدی جھڑپیں وغیرہ وغیرہ تو مرزا طاہر احمد نے اپنی جماعت اور ذہن کو پرسکون کرنے کے لئے چیلنج کر دیا تھا اور پاکستان کا کوئی شہر ایسا نہیں تھا جہاں سے علمائے کرام نے مرزا طاہر احمد کے مباہلے کے چیلنج کو قبول نہ کیا ہو خود مجھے تقریباً" دو ماہ بعد مرزا طاہر احمد کے بعد مباہلے کی کاپی ملی جس کے جواب میں' میں نے لکھا کہ میں مباہلے کے لئے حاضر ہوں اور اپنی طرف سے ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کی تاریخ مقرر کرتا ہوں اور ظہر کے بعد مینار پاکستان کے میدان میں پہنچ جاؤں گا لیکن اس کے ساتھ ہی میں نے یہ بھی لکھا کہ مجھے اس جگہ پر اصرار نہیں آپ جس تاریخ وقت اور جگہ کا انتخاب کریں گے میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔ ان کا ایک رویہ یہ بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ "تو ہے کون اور تیری قیمت کیا ہے کہ مرزا طاہر احمد کا مقابلہ کر رہا ہے" تو میں نے جواب لکھا کہ تم اپنے ساتھیوں کو لے آؤ اور میں بھی اپنے ساتھیوں کو لے آؤں گا اور یہ بھی لکھو کہ سو لاؤں ایک لاکھ لاؤ یا دس لاکھ آدمیوں کو لاؤں اس کے جواب میں ان کے سیکریٹری کا جواب تھا کہ تم مباہلے سے گریز کر رہے ہو میں نے کہا کہ گریز کیا تو کہنے لگے کہ تم اس کاغذ پر لعنت اللہ علی الکاذبین لکھ کر بھیج دو تو مباہلہ مکمل ہو گیا۔ میں نے کہا کہ یہ مباہلہ تو نہ ہوا مذاق ہو گیا پھر میں نے قرآن کریم' حدیث شریف اور مرزا غلام احمد کی کتابوں سے خصوصی حوالہ جات دیئے کہ مباہلہ کے لئے دونوں فریقوں کا ایک میدان میں آنا ضروری ہے میں نے یہ بھی لکھا کہ اب بھی اگر تم وقت اور تاریخ مقرر کر کے مباہلے کے میدان میں نہیں آئے اور تکفیر سے باز نہ آئے تو خدا کی لعنت کے نیچے مرو گے۔ اس دن کے بعد اس نے مجھے کبھی دوبارہ مباہلے کا چیلنج نہیں کیا میرے خط کا جواب تک نہیں دیا اب سات سال کے بعد اس نے دوبارہ مباہلے کا چیلنج کر دیا ہے۔ قادیانیوں کی خاص تکنیک ہے اپنے اوپر ہونے والے فرضی مظالم کا ذکر کرتے رہتے ہیں اس موضوع پر گو کہ مولانا اللہ وسایا اظہار خیال کر چکے ہیں لیکن یہاں پر ایک اور واقعہ پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں سرگودھا میں مرزائی ایک تھانے میں گئے اور تھانیدار سے کہا کہ ہمارے خلاف یعنی قادیانیوں کے خلاف ایک پرچہ درج کریں تو تھانیدار نے کہا کہ پرچہ کیسے درج کروں کیونکہ دعویٰ کرنے والا کوئی موجود نہیں تو یہ لوگ کہنے لگے اللہ کے واسطے یہ پرچہ درج کر دیں اس طرح ہمیں سیاسی پناہ مل جائے گی۔ میں پورے دعوے سے کہتا ہوں کہ پورے پاکستان کے ملازمین کا اگر سروے کرایا جائے تو ان میں بڑے بڑے عہدوں پر ایک تہائی قادیانی ملیں گے اور ہمارے نوجوان جوتے چٹخاتے پھرتے ہیں اور یہ لوگ مزے کر رہے ہیں ایک تکنیک ان کی یہ بھی ہے کہ جب کوئی قادیانی کسی محکمے میں پہنچتا ہے تو وہ اپنے ماتحتوں کو متاثر کر کے قادیانیت کی طرف مائل کرتا ہے اگر یہ کسی چھوٹے عہدے پر ہو تو اپنے افسران بالا کے خلاف غلط رپورٹیں اوپر بھیجتا رہتا ہے۔ ایک اور طریقہ ان کا یہ ہے کہ اپنی جماعت میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے یہ مولویوں کو گالیاں دیتے رہتے ہیں غلام احمد قادیانی بھی یہی کیا کرتا تھا وہ تو پوری دنیا کے علماء کے خلاف تھا اور کہتا تھا کہ تمام اسلامی ممالک میں قادیانیوں کو کافر قرار دیا جا رہا ہے فتوے دیئے جا رہے ہیں صرف حکومت برطانیہ قادیانیوں کو پناہ دیئے ہوئے ہے اس لئے ہم کو ان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے ہم لوگ برطانیہ میں آباد پاکستانیوں کو خطبات کے ذریعے یہ بتا رہے ہیں یہاں پر انہیں غیر مسلم اقلیت تو قرار نہیں دلوا سکتے لیکن ایک کام تم لوگ کر سکتے ہو کہ اسلام کے نام پر تمہارے حقوق جو قادیانیوں کو دیئے جا رہے ہیں اس کے خلاف کھل کر احتجاج کرو چنانچہ گلاسگو میں ایسا ہی ہوا وہاں پر مسلمانوں کے حقوق کے لئے کمیٹی بنائی گئی تھی لیکن اس میں دو قادیانی تھے۔ تو وہاں پر مسلمانوں نے کہا کہ یہ تو ہمارے نمائندے نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ غیر مسلم ہیں جیسا کہ سکھ ہیں ہندو اور عیسائی ہیں اس بنیاد پر اس کمیٹی سے قادیانیوں کو نکال باہر کیا گیا۔

حاجی عبدالرحمن یعقوب باوا ...... پچھلے دنوں لندن کے والتھم سٹو کے علاقے کا ایک قادیانی' جرمنی میں حادثے میں ہلاک ہو گیا تھا تو قادیانیوں نے مسلمانوں کے قبرستان میں مردے کی تدفین کی کوشش کی تو مسلمانوں نے اجازت دینے سے انکار کرتے ہوئے کہا یہ لوگ ہم سے الگ ہیں کیونکہ ہم انہیں کافر سمجھتے ہیں۔ انگریزی اخبارات میں اس بات کی بہت تشہیر ہوئی ہم نے انہیں بتایا کہ پاکستان کی قومی اسمبلی انہیں کافر غیر مسلم قرار دے چکی ہے افریقہ کا ایک ملک جس کا نام "بینن" ہے وہاں پر بھی قادیانیوں نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کی تو مسلمانوں نے وہاں کی حکومت کو بتایا کہ یہ غیر مسلم ہیں بینن کی حکومت نے باقاعدہ ایک آرڈیننس پاس کیا جس میں واضح طور پر انہیں مسلمانوں سے الگ ایک کمیونٹی قرار دیا گیا۔ اور اس کی کاپی ہمارے پاس موجود ہے اصل بات جو مزے کی ہے وہ یہ ہے کہ ایک عیسائی ملک نے یہ فیصلہ کیا ہے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی ...... میرے خیال میں مسلمان دنیا میں جہاں کہیں بھی آباد ہیں وہ عملی اقدامات کر کے لوگوں کو بتا سکتے ہیں کہ یہ غیر مسلم ہیں اس کے علاوہ رسول اللہؐ کے زمانے میں منافقوں کا ایک بہت بڑا گروہ پیدا ہوا تھا قرآن کریم میں ان کی علامتیں کئی جگہ بتائی گئی ہیں ان میں ایک موٹی علامت ہے جو قادیانیوں پر برابر فٹ بیٹھتی ہے قرآن کریم میں مذکور ہے کہ "اگر آپ کو کوئی بھلائی اور خوشی پہنچے تو ان کو بہت بری لگتی ہے اور اگر آپ کو کوئی تکلیف پہنچے تو خوش ہوتے ہیں" آپ مسلمانوں کی پوری تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں جہاں بھی مسلمانوں پر کوئی آفت آئی قادیانیوں نے خوشی کے شادیانے بجائے' چراغاں کئے' جب بغداد کا سقوط ہوا تو قادیانیوں نے گھی کے چراغ جلائے اسی طرح جب ترکی پر زوال آیا تو مرزا محمود نے کہا کہ سلطنت عثمانیہ

قادیانیوں کی سٹیلائٹ نشریات کا توڑ کرنا اسلامی ملکوں کا فرض بنتا ہے

کا خلیفہ ہمارا نہیں تھا یعنی پورا عالم اسلام تلملا رہا تھا اور قادیانی خوشیاں منا رہے تھے قادیانیوں کے سرکاری اخبار الفضل میں اس زمانے میں ایک آرٹیکل شائع ہوا تھا جس میں کہا گیا کہ "انگریز کو حضرت مسیح موعود نے اپنی تلوار کہا ہے اور ہم ہر جگہ مسیح موعود کی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں" وفاقی شرعی عدالت کے سابق جج مولانا عبدالقدوس صاحب پشاور میں جب پروفیسر تھے تو انھوں نے ایک ساتھی پروفیسر سے پوچھ لیا کہ کیا آپ قادیانی ہوتے ہیں تو اس کا چہرہ کھل گیا اور ان سے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا تو مولانا ان سے کہنے لگے کہ تمہارے چہرے پر ایک خاص قسم کی لعنت برس رہی ہے جسے میں محسوس کرتا ہوں۔ تو آدمی کے چہرے سے ہی اس کی اصلیت معلوم ہوجاتی ہے مرزا طاہر کے چہرے سے ہی اس کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ یہ آدمی جھوٹے نبی کا پرچار کرنے والا ہے اور ہر قادیانی کے چہرے پر تحریر درج ہوجاتی ہے جسے ہمارا یعقوب باوا پہچان لیتا ہے اس کی آواز سے بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ قادیانی ہے۔ ہم نے مولانا عبدالحق غزنوی صاحب کے مباہلہ کے بارے میں ایک چھوٹا سا اشتہار بعنوان "خدائی عدالت کا فیصلہ مرزا جھوٹا تھا" چھاپا تو ہمیں قادیانیوں نے ماں بہن کی گالیوں کے ساتھ ٹیلی فون کئے کیونکہ یہ لوگ دلیل کا جواب دلیل سے دینے کے قائل نہیں ہیں ایک اور بات آپ کو معلوم ہے کہ امریکی شہر سان فرانسسکو میں زلزلہ آیا تو انھوں نے کہہ دیا یہ قادیانیوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ مرزا طاہر نے اپنے کلام میں لکھا ہے کہ دوستو تم سے بچھڑ گیا ہوں اور اس کے مرید کہتے ہیں کہ اے آقا آپ ہم میں کب واپس آئیں گے کیا یہ خدا کا عذاب نہیں ہے؟

مولانا اللہ وسایا — مرزا طاہر احمد جب پاکستان سے برطانیہ گیا تھا تو اس نے اپنے ابتدائی خطبات میں کہا تھا یہ عارضی جدائی ہے بہت جلد ملاقات ہوگی۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی..... ۱۹۸۰ء میں قادیانیوں نے اپنے میگزین میں لکھا تھا کہ ان کے امام نے کہا ہے کہ قادیانی دس سالوں کے اندر غالب آجائیں گے اس لئے تبلیغ کو تیز تر کر دو یہی بات مرزا محمود بھی کہا کرتا تھا کہ عنقریب ہماری فتح ہوگی اور دشمن ہمارے قدموں میں آگرے گا یہ لوگ ایسی باتیں اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو بہلانے کے لئے کرتے ہیں جس چیز کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہو وہ بھلا کیسے غالب آسکتی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث یہ کہتی ہیں کہ حضرت مہدی جب تشریف لائیں گے تو مکہ میں بین الرکن والمقام میں ان کے ہاتھ پر بیعت ہوگی جبکہ ان کی پیدائش مدینہ منورہ میں ہوگی اور وہ وہاں سے اس اندیشے کے باعث مکہ چلے جائیں گے کہ کہیں لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت نہ کرلیں لیکن مکہ میں لوگ ان کو پہچان لیں گے اور بیعت کا سلسلہ شروع ہوگا لیکن ان لوگوں نے قادیان میں ایک جھوٹا مہدی بنا دیا جبکہ اسلام کا مرکز مکہ اور مدینہ ہیں آپ کو علم ہے کہ صرف مرزا طاہر ہی نہیں بلکہ ان کی جماعت کے کسی بھی ممبر کو وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے تو یہ لوگ کس طرح غالب آجائیں گے ہمیں معلوم ہے کہ یہ لوگ سازش کرنے کے لئے وہاں بھی پہنچ جاتے ہیں ایک بات اور ہے کہ ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے روٹی کا وعدہ نہیں کیا تھا بلکہ انھوں نے ماریں کھانے اور قربانیاں دینے کا وعدہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بعد میں فتوحات عطا فرمادی تھیں لیکن قادیانیوں کا وطیرہ کیا ہے کہ یہ لوگ عیسائی مشنریوں کی طرح اسکول بناتے ہیں ہسپتال اور ڈسپنسریاں بناتے ہیں بعض ممالک میں سنا ہے کہ رفاہ عامہ کے کام بھی کرتے ہیں سڑکیں بناتے ہیں لوگوں کو دھوکے کے ساتھ متوجہ کرتے ہیں ان کے بارے میں یہ بات بھی مشہور ہے کہ نوکری اور دیگر لالچ کے ذریعے یہ نوجوانوں کو اپنی جماعت میں شامل ہونے کی ترغیب دیتے ہیں ایمان ان لوگوں کے اندر نہ خود ہے اور نہ ہی یہ کسی کو دے سکتے ہیں انبیا کرام کی دعوت اس طرح کی نہیں ہوتی وہ تو دلوں کو پاک کرتے ہیں ہر قادیانی ظاہرا" بہت اچھا نظر آئے گا لیکن اندر سے کچھ اور ہی نکلے گا ان کی دعوت دجالی دعوت ہے۔

جنگ پینل ...... مولانا صاحب مرزا طاہر نے حال ہی میں بیان دیا تھا کہ اگر پاکستان میں قادیانیوں پر مظالم ہوتے رہے تو اللہ کی طرف سے عذاب آجائے گا اس کے بارے میں کچھ فرمائیں گے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی ...... مرزا طاہر احمد جو عذاب کی پیش گوئیاں کررہا ہے اس سے یہ پوچھنا چاہیے کہ کراچی میں کون سا ظلم ہورہا ہے قادیانیوں پر یہ تو ایسی بات ہوئی کہ "ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ" یہ تو ہم بھی جانتے ہیں اور آپ بھی جانتے ہیں کہ کراچی میں جو کچھ ہورہا ہے وہ ایک بین الاقوامی سازش ہے اخبارات میں مختلف خبریں آرہی ہیں کہ را کے ایجنٹ گڑبڑ کررہے ہیں یا امریکہ مداخلت کررہا ہے ان تمام چیزوں اور پس منظر کو سامنے رکھنے کے بعد جب مرزا طاہر یہ پیشگوئی کررہا ہے کہ وہاں عذاب آئے گا تو اگر میں یہ سمجھوں تو یہ سمجھنے میں کیا حق بجانب نہیں ہوں گا کہ مرزا طاہر احمد بھی اس سازش میں ایک مہرہ ہے مجھے جہاں تک اطلاع ملی ہے اس کے مطابق بین الاقوامی سطح پر ایک نقشہ تیار کیا جاچکا ہے اس نقشے میں رنگ بھرنے کے لئے کراچی میں فسادات کروائے جارہے ہیں اور سندھ کا ایک علاقہ ان کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے آپ یہ بات نوٹ کریں کہ کراچی میں درجنوں افراد ہر دو تین روز بعد ہلاک ہورہے ہیں لیکن ان لوگوں نے کبھی کلمہ افسوس نہیں کہا اور مرزا طاہر نے کبھی یہ نہیں کہا کہ یا خدا کراچی کے حالات پر رحم فرما۔

حاجی عبدالرحمٰن یعقوب باوا ...... مشرقی پاکستان میں جب شیخ مجیب اور بھٹو کے درمیان مذاکرات کا دور

چل رہا تھا تو ان دنوں میں ڈھاکہ میں تھا کیا یک دونوں فریقوں کے درمیان مذاکرات تعطل کا شکار ہو گئے تھے آپ کو علم ہونا چاہیے کہ شیخ مجیب کی طرف سے تاج الدین احمد اور بھٹو کی طرف سے مرزا غلام احمد کا پوتا ایم ایم احمد نمائندگی کر رہے تھے جب یہ تعطل شروع ہوا تو ساتھ ہی ملٹری ایکشن شروع ہو گیا جنگ اخبار میں ۱۹۷۰ کی دہائی میں کئی مقالات شائع ہوئے جس میں بڑے بڑے پاکستانی جرنلوں نے الزام لگایا کہ باقاعدہ طور پر ایم ایم احمد پلان تیار کیا گیا تھا جس کے تحت مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنا دیا گیا تو قادیانی ہر جگہ ملک اور قوم کے خلاف سازشوں میں ہر وقت مصروف رہتے ہیں کیونکہ نعوذ باللہ ان کا مکہ قادیان میں ہے اس قادیان کو حاصل کرنے کے لئے تمام تر پلاننگ جاری ہے مرحوم شورش کاشمیری نے پندرہ سال پہلے "تحریک تحفظ ختم نبوت" کے نام سے کتاب شائع کی جس میں پورا نقشہ دکھایا گیا کہ کس طرح قادیانی اپنے مرکز کی طرف واپس جانے کے لئے تڑپ رہے ہیں۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی ...... ہماری جماعت ظاہر بات ہے کہ ایک تبلیغی جماعت ہے ہمارا سیاست میں کچھ عمل دخل نہیں ہے ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو متوجہ کر سکتے ہیں علمائے کرام کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا اور معروضات پیش کرنے کا کام بھی ہم کرتے رہے ہیں اور ان شاء اللہ کرتے رہیں گے لیکن ہماری مشکل یہ ہے کہ ہماری حکومت یا ہماری حکومت میں موجود لوگوں نے رسمی طور پر تو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کر لیا ہے لیکن ابھی تک وہ لوگ ان کے قائل اور معتقد ہیں قادیانیوں کو ملک کا مخلص سمجھتے ہیں جبکہ اس بھولے پن کی وجہ سے یہ لوگ سازشوں کا شکار بھی ہو رہے ہیں میں نہیں جانتا کہ موجودہ بے نظیر حکومت میں کتنے قادیانی موجود ہیں۔ حکومت اور ایم کیو ایم کے درمیان مذاکرات کی ناکامی میں بھی قادیانیوں کا ہاتھ ہے اور یہ کسی قیمت پر بھی خوش نہیں ہوں گے کہ کراچی میں رہنے والے

مباہلہ کے لئے دونوں فریقوں کا میدان میں اترنا ضروری ہے

جب بھی مسلمانوں پر کوئی مصیبت آئی ہے قادیانی جشن مناتے ہیں

لوگ آپس میں امن و امان سے مل جل کر رہیں اور پورا ملک امن کا گہوارہ بن جائے گا کیونکہ پاکستان قادیانیوں کی خواہش کے خلاف بنا ہے مرزا محمود اور دوسرے قادیانیوں کی قبروں پر یہ لکھا ہوا تھا کہ ہماری لاشیں یہاں پر امانتاً دفن ہیں جونہی حالات بہتر ہوں ہماری لاشوں کو قادیان میں دفنایا جائے اب یہ الفاظ ان کی قبروں سے مٹا دیئے گئے ہیں لیکن نظریہ اب بھی وہی ہے ان کا اصل مرکز قادیان کے علاقے کو کھلا علاقہ قرار دے دیا جائے قادیانیوں کی بدنیتی کے کچھ شواہد اور بھی ہیں کراچی کی شاہ فیصل کالونی میں ایک مکان سے فائرنگ ہوئی تحقیقات پر معلوم ہوا کہ مکان قادیانیوں کا تھا اور فائرنگ کرنے والے بھی قادیانی تھے اسی طرح ماڈل کالونی میں بھی بہت سے قادیانی جمع ہو گئے ہیں کیونکہ یہ بہت اچھا علاقہ تصور کیا جاتا ہے وہاں بھی وقفے وقفے سے فائرنگ کے واقعات ہوتے تھے وہاں پر آباد تمام برادریوں کے بڑوں نے جمع ہو کر سوچا کہ بات کیا ہے کہ ہم لوگ تو آپس میں لڑتے نہیں لیکن ایسا کیوں ہوتا ہے معلوم ہوا کہ ایک شخص جس کے پاس ملک سے باہر جاتے ہوئے مرزا طاہر احمد ٹھہرا تھا وہ اس گروہ کا سرغنہ تھا اس نے اپنے رضاکاروں کو اسلحہ دے رکھا تھا جب بھی کسی علاقے میں امن و امان ہوتا وہاں پر یہ لوگ فائرنگ کر کے غائب ہو جاتے تھے اسی طرح سنیوں کی مسجد پر اسکوٹر پر دو افراد فائرنگ کر کے بھاگ گئے اور اسی طرح شیعوں کی امام بارگاہ پر فائرنگ کی اور غائب ہو گئے جن لوگوں کو پکڑا ہے وہ قادیانی ہیں میرا سوال یہ ہے کہ حکومت نے فائرنگ کے واقعات کی تحقیقات کے دوران اس نہج پر کیوں نہیں سوچا کہ اس گڑبڑ کے پیچھے قادیانیوں کا ہاتھ ہو سکتا ہے کیونکہ قادیانی کوئی بھی کام غیر منظم طریقے سے نہیں کرتے یہ لوگ اپنے امیر اور خلیفہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں ہمارے پاس اس قسم کے شواہد موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب مرزا طاہر احمد یہ کہتا ہے کہ حالات مزید خراب ہوں گے تو یہ اس کی پلاننگ ہے ہمارے پاس نہ تو اسلحہ ہے اور نہ ہی ہمارے پاس کوئی موثر سیاسی طاقت ہی ہے ہم تو صرف قوم کو خطرات سے آگاہ کر سکتے ہیں۔

● ●

○○○

حضرت جنید بغدادیؒ ایک عالی مرتبت بزرگ تھے۔ ایک مرید آپؒ سے کبیدہ خاطر ہو گیا اور سمجھا کہ بس مقام ولایت خاصہ حاصل ہو گیا ہے اور وہ شیخ طریقت کا ضرورت مند نہیں رہا۔ ایک دن وہ اپنے پیر و مرشد کے امتحان کی غرض سے آیا۔ حضرت جنیدؒ پر اس کی قلبی کیفیت منکشف ہو گئی۔ اس نے آکر کوئی سوال پوچھا۔ آپؒ نے کہا "لفظی جواب چاہتے ہو تو یا معنوی۔" مرید نے کہا "دونوں" آپؒ نے فرمایا لفظی جواب تو یہ ہے کہ اگر تو نے اپنا امتحان کیا ہوتا تو میرا امتحان کرنے یہاں نہ آتا اور معنوی جواب یہ ہے کہ میں نے تجھے ولایت سے خارج کر دیا ہے۔" مرید کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور اس کا سکون دل لٹ گیا توبہ میں مشغول ہوا اور لغو باتوں سے پرہیز کرنے لگا۔ حضرت جنیدؒ نے فرمایا "تجھے یہ بھی خبر نہیں کہ اولیاء واقف اسرار ہوتے ہیں اور تو ان کے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتا۔" پھر اس پر دم کیا۔ اسے اپنی مراد حاصل ہوئی۔ وہ مشائخ کے ساتھ بدظنی سے دستبردار ہوا اور توبہ کی۔

○○○

... اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم

ملتان کے ڈی سی نے کہا...... ہمارا نظام تعلیم تمہارے ہاں صرف اور صرف مردے پیدا کرے گا۔

اگست ۱۹۴۳ء کی ایک چلچلاتی صبح تھی۔ موسم کی تلخی جون جولائی سے کچھ کم تھی۔ لیکن اس حبس زدہ موسم کو کسی طور پر بھی خوشگوار نہیں کہا جا سکتا تھا۔ انگریز ڈپٹی کمشنر کی سیاہ رنگ کی فورڈ (FORD) گاڑی جسے انتہائی سلیقے سے صاف کیا گیا تھا' دفتر کے وقت مقررہ سے ٹھیک ایک منٹ پہلے ملتان کے ڈی سی کے دفتر کے سامنے کچہری میں آ رکی۔ انگریز ڈی سی کار سے اتر کر اپنے دفتر میں آ بیٹھا۔ چوبدار نے سائلوں کو آوازیں دینا شروع کریں۔ اہلمد جو ڈی سی کے ساتھ بیٹھا تھا وہ ایک پٹھان خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ شیر محمد خان نیازی' گورا چٹا بارعب آدمی جس نے پٹھانوں کا روایتی لباس شلوار قمیص اور کلاہ زیب تن کیا ہوا تھا۔ اہلمد اطمینان سے ایک فائل کے بعد دوسری نپٹا رہا تھا کہ گھڑیال نے گیارہ بجائے۔ دفعتاً" پندرہ بیس نوجوانوں کی ٹولی کچہری سے اندر داخل ہوئی۔ بظاہر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کوئی گروہ مقدمہ کی پیشی پر آیا ہے۔ ان میں سے تین یا چار آدمیوں کے ہاتھوں میں شیشے کی بوتلیں تھیں جو وہ رسیوں سے باندھ کر ہاتھوں میں لٹکائے ہوئے تھے۔ وہ گروہ خاموشی سے عدالت کے احاطہ میں چلتا ہوا سیدھا ڈپٹی کمشنر کی نئی نویلی فورڈ کے پاس گیا اور بیک آواز "ہندو مسلم بھائی بھائی' گوروں کی ہے اب شامت آئی" کا فلک شگاف نعرہ لگایا اور بوتلوں کا محلول گاڑی پر انڈیل کر اسے نذر آتش کر دیا۔ اس سے پہلے کہ ڈی سی کورٹ کا اکلوتا سپاہی سنبھلتا' شرپسند یہ جا وہ جا' نظروں سے غائب ہو گئے۔

نہ جانے یہ اس محلول کا کمال تھا یا گاڑی کی ذاتی بناوٹ' وہ گرمیوں جلی ساون کے مہینے میں ایسی جلی کہ جوالہ مکھی بن گئی۔ یار لوگوں نے اپنے انگریز حاکم کے سامنے نمبر بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ جس کے ہاتھ میں جو برتن لگا وہ پانی سے بھر کر گاڑی کی طرف اچھالنے لگا۔ لیکن کوئی بھی ۸۰۰۰ روپے کی خطیر رقم کو خاکستر ہونے سے نہ بچا سکا۔ ۱۹۴۳ء میں آٹھ ہزار روپے کا مطلب تھا تحصیل وہاڑی میں ۱۲ مربع زمین کی قیمت۔ اور ایک دیانتدار حاکم کے لئے دوبارہ ایسی گاڑی خریدنا گویا جوئے شیر لانے کے برابر تھا۔ یہ حادثہ ایسے "آناً" فاناً" ہوا کہ کوئی بھی شخص فوری طور پر اسے سمجھنے سے قاصر رہا۔ ڈی سی خاموشی سے اٹھا' عدالت کے دروازے تک آیا'

محمد اعظم خان خاکوانی۔ بی اے

جلتی ہوئی موٹر کا نظارہ کیا اور اسی خاموشی سے واپس ڈائس پر جا کر کرسی عدالت پر براجمان ہو گیا۔ اس کے منہ سے ایک طویل خاموشی کے بعد جو پہلا لفظ نکلا وہ تھا "چھٹی" خلاف معمول عدالت کا وقت ختم ہونے سے پہلے ضلع کچہری میں چھٹی کا اعلان کر دیا گیا۔ بابو لوگ خاموشی سے دفتروں سے اٹھ کر چلے گئے۔ مجسٹریٹ وغیرہ بھاگے بھاگے آئے لیکن ڈی سی نے انہیں سرد مہری سے گھر جانے کو کہا۔ ڈی سی نے ہاتھوں کا پیالہ بنا کر منہ ڈھانپ لیا اور کرسی عدالت میں خاموشی سے دھنس گیا' ساری عدالت فارغ ہو گئی۔ سوائے ڈی سی کے اور اہلمد شیر محمد خان نیازی کے اور ایک چپڑاسی کے۔ یہ دونوں حضرات ڈی سی کے جانے کے منتظر رہے۔ کافی دیر بعد ڈی سی نے محسوس کیا کہ کمرہ عدالت میں کوئی اس کے ساتھ اور بھی ہے۔ اس نے تجاہل عارفانہ کے ساتھ ہاتھوں کو منہ سے ہٹایا تو سامنے شیر محمد خان نیازی کو بیٹھا دیکھ کر کہا آپ کو چھٹی ہے آپ گھر کیوں نہیں گئے؟ جواب وہی تھا جو ہونا چاہئے تھا جناب ہمارا یہ فرض ہے کہ جس وقت آپ عدالت سے تشریف لے جائیں اس کے بعد ہم عدالت چھوڑیں۔ ڈی سی نے انتہائی دھیمے لہجے میں شیر محمد خان کا شکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی خواہش ظاہر کی کہ اگر ان کے پاس وقت ہو تو وہ کچھ گپ شپ کرنا چاہتا ہے۔ شیر محمد خان کے لئے یہ نظارہ اجنبی تھا۔ تاہم انہوں نے خوشی سے اس کے ساتھ بیٹھنے کا عندیہ دیا۔ کچھ دیر کے لئے حاکم' محکوم کے درمیان حجاب اٹھ گیا۔ کالے اور گورے نے اپنے اپنے مقام کو بھلا کر دو انسانوں جیسی باتیں کیں۔ ایک دوسرے کے سامنے اندر کے انسان ظاہر ہوئے اور ان دو انسانوں کے درمیان جو مکالمہ ہوا وہ مندرجہ ذیل ہے اور آج بھی ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

انگریز حاکم نے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ دیکھو خان صاحب ہم نے اور ہمارے اجداد نے ہزاروں کوسوں کے فاصلے سے یہاں آکر ہندوستان پر حکومت کی۔ ہمیں شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ ہمیں سلطان ٹیپو سلطان سے واسطہ پڑا۔ ہمیں جنگ پلاسی لڑنی پڑی۔ ہم نے ہندوستان کے فرمانرواؤں کو پھانسیاں دیں۔ مغلوں کو ذلیل کیا۔ سلطانوں کو

خصوصی طور پر ہمیں انتہائی سختی سے کنٹرول کرنا پڑا۔ ہم نے یہاں لوگوں کو جاگیریں دے کر ایک مخصوص طبقہ پیدا کیا جو برے وقت میں ہمارے دست و بازو بنے اور انہوں نے انگریزی سرکار کی جڑیں مضبوطی سے سرزمین ہندوستان میں اتاریں۔ لیکن ان ساری تدبیروں کے باوجود ایک چیز ہمیشہ ہم پر واضح رہی کہ وہ طبقہ جسے عوام کہا جاتا ہے اور بالخصوص مسلمان نہ صرف ہم سے ہمیشہ ایک فاصلے پر رہے بلکہ متنفر رہے۔ وہ فاقے سے سوئے۔ لیکن انگریز کے زیر بار نہ ہوئے۔ انہیں جب بھی موقعہ ملا انہوں نے شورش برپا کی۔ ہم نے بے حد کوشش کی کہ گدڑی پوش جنہیں نان جویں بھی ہر روز نصیب نہیں ہوتی' بلکہ خانہ بدوش ہیں زیر دام آئیں لیکن ہماری ہر سعی' سعی رائیگاں ثابت ہوئی۔ برطانوی سرکار کے بزرجمہر سر جوڑ کر لندن میں بیٹھے' مختلف آراء لی گئیں۔ مختلف ضابطے بنائے گئے۔ ہندوستان کے لوگوں کو تھانیدار اور پٹواری کے سپرد کیا گیا۔ لیکن تمام چالوں کے باوجود وہ گوہر مقصود ہاتھ نہ آیا جو ہماری ضرورت تھی۔ مگر آخر جوئیندہ یابندہ۔ لندن میں ایک "بطل رشید" پیدا ہوا اور وہ تھا لارڈ میکالے۔ اس نے آخر کار اس نکتہ کو پالیا۔ کہ ہندوستان کے لئے ایک ایسا نظام تعلیم وضع کیا جائے جو صرف ہندوستان کے لئے ہو۔ قرآن کے مقابلے میں فلسفے کو لایا گیا۔ حدیث کے مقابلے میں میکاولی پڑھائی گئی۔ مولوی کے مقابلے میں فتنہ پرداز پیر اور فکر و دانش سے محروم مسٹر جو بلا تکلف حاکم وقت کے سامنے سجدہ ریز ہو لایا گیا۔ فارسی اور عربی کے مقابلے میں انگریزی کو لایا گیا۔ غرض ہم نے تمہارا نظام تعلیم مکمل طور پر تبدیل کردیا۔ اور اب ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم نے حریت کی روح قتل کردی ہے۔ ہمیں اطمینان ہے کہ ہندوستان سے ہم نے جو کچھ لینا تھا وہ لے لیا اور ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ جلد یا بدیر ہمیں اس اجنبی سرزمین کو چھوڑنا ہے۔ لیکن شیر محمد خان! تم میری بات کو آج کی تاریخ کے حوالے سے یاد رکھو کہ ہمارے دیئے ہوئے نظام نے ایسے شخص پیدا کرنے ہیں جو اپنی سرزمین پر اجنبی ہوں گے۔ جو اگرچہ انگریز نہ ہوں گے مگر ہندوستانی اور مسلمان بھی نہ رہ سکیں گے وہ جس راستے پر سفر کریں گے وہ انہیں لق و دق صحرا میں ہی لے جائے گا۔ وہ ذہنی طور پر ہمارے غلام ہوں گے۔ وہ جب ان کرسیوں پر بیٹھ کر فیصلے کریں گے تو ان کے فیصلے ہندوستانی رعایا کو جہنم میں دھکیل دیں گے۔ ہمارا نظام تعلیم صرف اور صرف غلام پیدا کرے گا۔ ان کا انصاف بے انصافی ہوگا۔ ان کا قانون لاقانونیت ہوگی۔ ان کی تعلیم جہالت ہوگی۔ وہ وقت ضرور آئے گا تم ہمارے انصاف کو پکارو گے بلکہ تم ہماری قوم کو آواز دو گے کہ دوبارہ ہمیں غلام بناؤ۔ اور یقیناً" تم کسی نہ کسی قوم کے معنوی غلام رہو گے۔ ہمارا نظام تعلیم تمہارے ہاں صرف اور صرف مردے پیدا کرے گا۔

اس کے بعد وہ انگریز اپنے گھر چلا گیا اور وہ ہندوستانی پٹھان اپنے گھر چلا گیا۔ دوسرے دن وہی کرسی' وہی حاکم اور وہی محکوم موجود تھے۔ کرسی آج بھی موجود ہے۔ حاکم آج بھی موجود ہے۔ محکوم آج بھی موجود ہے۔ آج اگر قانون ہے۔ انصاف ہے یا ہوتا نظر آرہا ہے۔ لوگوں میں سکون ہے۔ عوام میں حاکم اجنبی نہیں ہیں۔ غریبوں اور بے یارومددگار لوگوں کے لئے اور قانون اور ایک خاص طبقے کے لئے دوسرا قانون نہیں ہے۔ قرآن و سنت کی بالادستی ہے اور حکمرانوں میں اسلامی تہذیب و معاشرت کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ تو پھر ہم سمجھتے ہیں کہ وہ انگریز حاکم اپنی قیمتی گاڑی کے چلنے سے حواس کھو بیٹھا تھا اور اس نے ایک لایعنی تقریر جھاڑ دی تھی اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اسی نظام تعلیم میں ڈھلے ہوئے لوگ اگر ہمارے حاکم ہیں۔ تھانوں میں لوگوں کی عزتیں لٹ رہی ہیں۔ عدالتوں میں مخلوق خدا کے ساتھ ظلم کی انتہا ہوگئی ہے۔ ایک طبقہ بھیڑوں کا ہے اور ایک طبقہ بھیڑیوں کا ہے۔ پارلیمنٹ میں بدمعاش اور بددیانت نمائندے موجود ہیں۔ غرض ہر شعبہ بربادی کی آخری حدوں کو جا پہنچا ہے اور اس تھوہر کو ہم حلق سے نیچے اتار رہے ہیں جو نظام تعلیم میں ڈھل کر نکلی ہے تو پھر میری طرف سے اس انگریز ڈی سی کے لئے صرف غالب کا یہ ایک شعر:

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

کیونکہ وہ یہ راز کھول گیا کہ:

اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

یہ پیر کلیسا کی کرامت ہے کہ جس نے
بجلی کے چراغوں سے منور کئے افکار

●●

سعید مقبری' حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کا گزر کچھ لوگوں پر ہوا (جو کھانے پر بیٹھے تھے) اور ان کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی کھانے میں شرکت کی استدعا کی۔ تو آپ نے انکار کردیا اور (بطور معذرت) کہا کہ (میرے لئے اس کھانے میں کیا مزہ ہے جبکہ مجھے معلوم ہے کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اس حال میں تشریف لے گئے کہ جو کی روٹی سے بھی آپ نے پیٹ نہیں بھرا۔
(بخاری بحوالہ معارف الحدیث ج ۲)

واقعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ کی وفات کے بعد خلیفہ بنائے گئے تو کچھ دنوں تک تو اسی طرح تجارت کرتے رہے۔ مگر اس سے امور خلافت میں حرج ہونے کی وجہ سے بیت المال سے وظیفہ لینا شروع کردیا۔ لیکن وفات کے وقت وصیت کی کہ جتنی رقم اب تک میں نے بیت المال سے لی ہے سب واپس کردو اور فلاں زمین اس رقم کے معاوضہ میں دے دو۔ چنانچہ وہ زمین' ایک اونٹنی' ایک غلام' اور کچھ غلہ تقریباً" پانچ درہم کی قیمت کا سب چیزیں واپس کردیں۔ (تاریخ طبری اردو ص ۲۵۹ ج ۲)

قسط نمبر ۱

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مظلوم انسانیت کی فریاد

آنکھوں کی سوئیاں

ہندوستان کی کہانیاں اپنے اندر بڑی بڑی حقیقتیں رکھتی ہیں' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک کے حکیموں نے زندگی کے بڑے بڑے فلسفوں کے عام فہم اور دلچسپ ترجمے کر دیئے ہیں' یا خشک حقیقتوں کو چلتی پھرتی زندگی میں منتقل کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم ان چھوٹی چھوٹی کہانیوں کی مدد سے زندگی کے بہت سے حقائق کو ذہن کی گرفت میں لا سکتے ہیں۔ بچپن میں جو کہانیاں ہم نے سنیں تھیں اور دماغ کی سلوٹوں میں کہیں چھپی ہوئی رہ گئیں ان میں سے کوئی ایسی کہانی بھی تھی جس میں کسی مظلوم عورت کی داستان دردبیان کی گئی تھی جس کے سارے جسم پر سوئیاں چبھی ہوئی تھیں اس کی سوکن سارے دن اس کی سوئیاں نکالتی تھی' لیکن آنکھوں کی سوئیاں قصداً" چھوڑ دیتی تھی اور رات ہو جاتی تھی دوسرے دن پھر نئی سوئیاں چبھ جاتی تھیں' اور پھر وہ سوئیاں نکالتی تھی' لیکن آنکھوں کی سوئیاں چھوڑ دیتی تھی ہم کو کہانی کے صرف اتنے ہی حصہ سے غرض ہے۔

آپ غور کریں گے تو مظلوم انسانیت کے ساتھ زمانہ دراز سے یہی معاملہ درپیش ہے اس کا سارا جسم سوئیوں سے چھلنی ہو رہا ہے' جسم کے ہر حصہ میں ظالم سوئیاں چبھ رہی ہیں کچھ ہمدرد ہاتھ اس کی یہ سوئیاں نکالنے کے لئے بڑھتے ہیں لیکن ہر مرتبہ آنکھوں کی سوئیاں چھوڑ دیتے ہیں' اور اس کی نجات کا کام ناتمام رہ جاتا ہے' جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دوسرے روز وہ اسی طرح مجروح اور مبتلا نظر آتی ہے اور از سر نو محنت کرنا پڑتی ہے۔

انسانیت کی سوئیاں

انسانیت ایک مکمل انسانی جسم اور وجود کی نمائندہ ہے' وہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں کی جامع ہے' اس کے ساتھ جسم بھی ہے' پیٹ بھی' دل بھی ہے' دماغ بھی' روح بھی ہے' ان تمام حصوں کے ساتھ کچھ مصائب و آلام بھی ہیں' یہ اس کے جسم کی سوئیاں ہیں' جو اس کو زار و نزار کئے ہوئے ہیں۔

بھوک اور فاقہ' اچھی اور صحیح غذا کا نہ ملنا یہ پیٹ کی سوئیاں ہیں' یقیناً" ان سے انسانیت کو تکلیف اور دکھ پہونچتا ہے۔ عالم اسلام کی یہ بہت بڑی بدقسمتی ہے' اور زندگی کا بڑا شرمناک پہلو ہے کہ قدرت کی فیاضیوں اور غذائی سامان کی پوری فراوانی کے باوجود انسانوں کے ناجائز تصرف یا کسی سلطنت کے جابرانہ طرز عمل سے انسانوں کی ایک بڑی تعداد کو پیٹ بھر کر روٹی میسر نہ ہو' اور وہ اپنے فطری حق اور ضروری سامان زندگی سے محروم رہے' اس پر غم و غصہ' اضطراب و احتجاج' اس صورت حال کے خلاف جدوجہد ایک قدرتی امر اور صحیح انسانی احساس ہے' جس پر تعجب یا ملامت کا کوئی موقع نہیں۔

انسان جسم رکھتا ہے اور جسم کو ٹھنڈک اور گرمی کا احساس دیا گیا ہے' اور لباس کی طلب بخشی گئی ہے' اس طلب کو پورا کرنے کے لئے زمین پر پورے انصاف اور ضرورت کے مطابق لباس پیدا کرنے والی چیزیں اور لباس تیار کرنے والے ہاتھ پیدا کئے گئے ہیں' پھر بڑی ناانصافی ہے کہ چند آدمیوں کے زائد لباس استعمال کرنے یا بکسوں میں بند کرکے رکھنے یا بے جان دیواروں کو جاندار انسانوں کے کام آنے والا کپڑا اڑھانے کی وجہ سے انسان سردی سے ٹھٹھر کر مر جائیں' یا ان کو ستر پوشی کے لئے بھی کپڑا نہ ملے۔

انسان دل رکھتا ہے' اس کی کچھ جائز خواہشات ہیں' ان کا نہ پورا ہونا' بڑی زیادتی اور ظلم ہے' وہ دماغ رکھتا ہے' اس کا علم سے محروم اور دماغی ترقی اور صحیح قوت فکر سے دور رہنا ناانصافی اور نظام زندگی کا نقص ہے اور اس نقص کو دور کرنا ایک حساس انسان اور ایک صحیح الاحساس جماعت کا مذہبی اور اخلاقی فرض ہے۔

انسانی تہذیب و تمدن کو پھلنے پھولنے اور انسانوں کی روحانی' ذہنی اور جسمانی طاقتوں کو متوازن نشوونما حاصل کرنے کے بہترین مواقع جب حاصل ہوتے ہیں' جب ان کے راستہ میں کوئی جابر قوت حائل نہ ہو' عموماً" دیکھا گیا ہے کہ غیر ملکی حکومت وسائل زندگی پر قبضہ کر لیتی ہے' اور ان کی تقسیم کا کام اپنے غیر ہمدرد اور ناانصاف ہاتھوں میں لے لیتی ہے اس کے اقتدار میں محکوم قوم کے جائز جذبات بھی افسردہ اور اس کی ذہانت کے سوتے خشک ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے وطن میں جیل کے قیدیوں کی طرح زندگی گزارتی ہے' اس لئے غلامی بھی انسانیت کے لئے ایک بڑی مصیبت اور بلائے جان ہے اور اس کا دور کرنا زندگی کے حقیقی لطف سے متمتع ہونے کے لئے شرط ہے۔

اندرونی اضطراب و کشاکش

اس لئے بلاشبہ فاقہ کشی' عریانی' مجبوری' جہالت اور محکومی وہ سوئیاں ہیں جو انسانیت کے جسم کو برماتی رہتی ہیں' ان کا دور کرنا ایک بڑی انسانی خدمت ہے' لیکن کیا اس دکھی انسانیت کے سارے دکھ اور روگ یہی ہیں' اور یہی اس کے جسم کی سوئیاں ہیں' ان سوئیوں کے نکلتے ہی اس کو دل کا سکون' جسم کا

آرام اور سکھ کی نیند نصیب ہو جائے گی؟ اور اس کی آنکھ کی کھٹک اور دل کی خلش دور ہو جائے گی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ انسانیت کی مصیبت اسی پر ختم نہیں ہوتی کہ ہر شخص کو پیٹ بھر کر روٹی' ضرورت بھر کا کپڑا' جائز خواہشات کی تکمیل کا سامان اور تعلیم کے مواقع حاصل ہو جائیں' اس کے جسم میں کچھ اور بھی زہری بجھی سوئیاں ہیں' جو اس کو اندر اندر گھلاتی رہتی ہیں' اور ایسی سوسائٹی جس کو زندگی میں اپنی نہ مانگی مراد مل چکی ہو ان زہری بجھی ہوئی سوئیوں کی وجہ سے ہروقت کراہتی تڑپتی اور اندر اندر سے گھلتی رہتی ہے۔

حرص و طمع

انسان اس پر بس نہیں کرتا کہ اس کو پیٹ بھر کھانا اور اپنی اور اپنے بچوں اور متعلقین کی ضرورت کا کپڑا اور سامان زندگی حاصل ہو گیا ہے' اس کے اندر اس فطری پیٹ کے علاوہ ایک اور مصنوعی پیٹ پیدا ہو جاتا ہے' وہ حرص و ہوس کا پیٹ ہے جو جہنم کی طرح ھل من مزید (کچھ اور ہے) ہی پکارتا رہتا ہے' اس کو روپیہ سے' صرف اسی لئے نہیں کہ وہ ضروریات زندگی کے حصول کا ایک ذریعہ ہے بلکہ بغیر کسی مقصد کے ذاتی محبت و عشق ہو جاتا ہے' اور اس کو کوئی بڑی سے بڑی مقدار تسکین نہیں دے سکتی' دولت کے اس ذاتی عشق کی وجہ سے وہ ہر مجرمانہ فعل کا بے تکلف ارتکاب کرتا ہے' رشوت ستانی' چور بازاری نفع اندوزی اس ذہنیت اور مزاج کے ادنیٰ کرشمے ہیں۔

بد نظمیوں کے حقیقی اسباب

اگر دنیا کی اخلاقی تاریخ کا گہرا مطالعہ کیا جائے اور تعصبات سے الگ ہو کر بد نظمیوں' بے عنوانیوں اور شہری زندگی کے مشکلات کے حقیقی اسباب تلاش کئے جائیں تو ان کی تہ میں جائز انسانی خواہشات اور حقیقی ضروریات کا ہاتھ کم ملے گا۔ ان کی تہ میں عموماً ناجائز خواہشات اور فرضی ضروریات نکلیں گی' انہیں ناجائز خواہشات اور فرضی ضروریات نے ہر زمانہ میں شہری زندگی میں نئی نئی الجھنیں اور ہر نظام حکومت کے لئے نئے نئے مشکلات پیدا کئے ہیں' انہیں فرضی ضروریات نے لوگوں کو مظالم' بددیانتی' غبن' استحصال بالجبر' رشوت خوری' سٹہ بازی' ذخیرہ اندوزی' فریب دہی پر آمادہ کیا' اور ان کے اثر سے پورے پورے ملک اور بڑی بڑی حکومتیں "اندھیر نگری چوپٹ راج" بن کر رہ گئیں۔

آج بھی اگر موجودہ مشکلات اور شکایات کی تحقیق کی جائے گی تو صاف نظر آئے گا کہ موجودہ پریشانی اور بے اطمینانی کا سبب یہ نہیں ہے کہ ملک کے لوگوں کی بڑی تعداد یا اکثریت کو ضروریات زندگی میسر نہیں اور اس کی جائز خواہشات پوری نہیں ہوتیں اور اس ملک میں بھوکوں اور ننگوں کی زیادتی ہے' انصاف سے اگر دیکھا جائے تو ان بھوکوں اور ننگوں نے کسی کی عافیت تنگ نہیں کی ہے' عافیت ان لوگوں نے تنگ کی ہے' جن کے پیٹ بھرے ہوئے ہیں' لیکن ان کا دل دولت سے کبھی نہیں بھرتا' حقیقی ضروریات کا نام بدنام ہے' ان کی فہرست کچھ طویل نہیں ساری خرابی فرضی ضروریات نے پیدا کی ہے' جن کی فہرست ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے اور کبھی اتنی بڑھ جاتی ہے کہ پورے محلّہ اور کبھی پورے شہر کی دولت ایک فرد کے لئے کافی نہیں ہوتی۔

سکون کا فقدان اور اس کے اسباب

آج یہ ہوشربا گرانی' اشیاء کی نایابی اور افراط زر کیوں ہے' کیا اس لئے کہ اہل ملک کی اکثریت بھوکی اور ننگی ہے؟ ظاہر ہے کہ صرف اس لئے کہ دولت کی ہوس بڑھ گئی ہے' زیادہ اور جلد سے جلد دولت مند بننے کا شوق جنون کی حد تک پہنچ گیا ہے۔ قناعت زندگی سے مفقود ہو چکی ہے' فخر' ریاکاری' جاہ طلبی' نمائش' شہرت کے خمیر میں داخل ہو چکی ہے۔

زندگی کا عذاب

آج جس چیز نے زندگی کو عذاب اور دنیا کو دارالعذاب بنا رکھا ہے اور جس سے ہر موڑ پر سابقہ ہے وہ بڑھی ہوئی رشوت ستانی' چور بازاری اور ظالمانہ نفع خوری ہے' لیکن کیا ان جرائم کا ارتکاب بھوک' فاقہ کشی اور برہنگی کی مجبوری سے کیا جاتا ہے یہ تو اسی طبقہ کے حرکات ہیں جس کو اپنی خوراک سے زیادہ غلہ اپنے حصہ سے زائد کپڑا اور اپنی ضرورت سے فاضل سامان زندگی حاصل ہے' ہزاروں مجرمین میں ایک بھی نان شبینہ کا محتاج اور سردی سے ٹھٹھرنے والا انسان نہیں ملے گا' یہ متوسط اور دولت مند طبقہ کے اعمال ہیں' جس کے پاس ضروریات زندگی میں سے کوئی چیز کم اور ارتکاب جرم کے لئے کوئی مجبوری نہیں ہے۔

حقیقت میں انسانوں کی فطری اور واجبی ضروریات کا معاملہ کچھ مشکل نہیں' یہ بالکل ممکن ہے کہ ایک ملک میں ہر شخص کو پیٹ بھر کر کھانا' ضرورت کا کپڑا اور سامان زندگی میسر ہو جائے لیکن کیا دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی حکومت اور بہتر سے بہتر نظام کسی مختصر سے مختصر آبادی کے لئے بھی اس کی فرضی ضروریات مہیا کر سکتا ہے' اور کسی ایک انسان کے بھی مصنوعی پیٹ کو بھر سکتا ہے' جس کی جھوٹی بھوک (اشتہاء کاذب) سارے انسانوں کا رزق کھا کر بھی نہیں مٹتی؟ پھر جب سوال حقیقی ضروریات کا نہیں بلکہ فرضی ضروریات کا ہے اور مرض اشتہاء صادق نہیں بلکہ اشتہاء کاذب ہے تو کوئی ایسا معاشی فلسفہ یا اقتصادی نظام جو سوسائٹی کے ضمیر کو نہیں بدلتا جو صرف انسانوں کے پیٹ بھرنے اور ان کا تن ڈھکنے کی ذمہ داری لیتا ہے اور جو مادی احساس میں اعتدال پیدا کرنے کے بجائے اشتعال پیدا کرتا ہے' کیا کسی سوسائٹی کو بھی اندرونی طور پر مطمئن کر سکتا ہے اور زندگی کو موجودہ مشکلات سے نجات دے سکتا ہے؟

●

قسط نمبر ۲

انگریزوں کا وحشیانہ کردار

لیکن بدقسمتی سے لارڈ کیننگ اپنے جذبات کو عملی جامہ پہنانے میں ہمیشہ کمزور ثابت ہوئے۔ یعنی ان کے افعال ہمیشہ ان کے اعلیٰ جذبات کے مطابق نہیں ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ فوجی عدالتوں اور اسپیشل کمشنروں کے تشدد اور ظلم کا ذکر کرتے ہوئے سرجارج کیمپ بیل لکھتا ہے۔

"متعدد دفعہ مارشل لاء کا ذکر سنا ہے۔ یہ مارشل لاء سوائے اس کے کہ ایک فوجی سپاہی کو اختیار دیا جائے کہ جس کو چاہے جان سے ہلاک کر دے۔ اور جس کی جائداد پر چاہے قبضہ کر لے کچھ نہیں۔ میرے نزدیک تو مارشل لاء یا فوجی قانون کے یہی معنی ہیں۔ اگرچہ صاف طور پر الفاظ میں اس کی تشریح نہیں کی جاتی۔

چنانچہ بتاریخ ۹ جون ۵۷ء کو لارڈ کیننگ کی گورنمنٹ نے مارشل لاء جاری کرنے کا اعلان کر دیا تو اس کے بعد حکومت کا یہ فرض تھا کہ آنکھیں کھول کر اس خطرناک قانون کے استعمال کی پوری پوری نگرانی کرتی۔ بایں ہمہ اس غفلت کا نتیجہ یہ نکلا کہ رحم اور انصاف کے اعلیٰ اصول تو ایک ردی کاغذ کی حیثیت سے ایک طرف ڈال دیئے گئے اور ان کی جگہ فوجیوں نے خوب دل کھول کر نہایت ہی وحشیانہ طریق پر بے دریغ خون کی ندیاں بہائیں۔ یہاں تک کہ اس تمام مکروہ طرز عمل میں فوجی قانون کا نمائشی استعمال بھی نہیں کیا گیا۔"

(کتاب میمریز آف مائی انڈین کیریر صفحہ ۲۳۲)

سرجان کیمپ بیل کے مقابلہ میں ایک معمولی دماغ کے انگریز افسر کو یہی خیال سوجھا تھا۔ چنانچہ سینڈزی صفحہ ۱۹۵ پر لکھتا ہے۔

"میرے خیال میں اس لڑائی کا سب سے زیادہ افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ مجرموں کے مقابلہ میں معصوم اور بے گناہ انسانوں کو زیادہ اذیتیں برداشت کرنی پڑیں۔ اودھ کے غریب دیہاتیوں اور باغیوں کے درمیان انتقام لیتے وقت کوئی تمیز نہیں کی گئی۔ اگرچہ موخر الذکر کے خلاف بھی کسی قدر ناانصافی یا لوٹ مار کا شبہ کیا جاتا تھا۔ پھر بھی یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ وہ بغاوت کے مرتکب نہیں ہوئے۔ زیادہ سے زیادہ ان کے خلاف یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے بغاوت سے فائدہ اٹھا کر اپنے ملک کو غیر ملکیوں کے ہاتھوں سے آزاد کرنے کی کوشش کی۔ اب رہا یہ امر کہ یہ ان کا طرز عمل درست تھا یا غلط تو یہ ایک دوسرا سوال ہے۔ انہوں نے تو اپنے تئیں حق بجانب سمجھ کر اپنے وطن کو آزاد کرانے کے لئے کوشش کی۔ اس لئے ہم اس جذبہ کو برا نہیں کہہ سکتے۔ چنانچہ ہمارے حق میں یہ زیادہ مفید اور تسلی بخش ہوتا اگر ہم سپاہیوں کو چھوڑ کر اودھ کے باشندوں کی جان بخشی کر دیتے۔ اور ایسی دردناک سزائیں نہ دیتے۔"

مسٹر رسل اس سوال کی مزید وضاحت اس طرح کرتا ہے۔

" اس جرم پر سول رعایا کو ہولناک سزائیں دینا کہ انہوں نے نہتے ہونے کے باوجود مسلح باغیوں کا مقابلہ کیوں نہ کیا۔ سیاسی نقطہ نظر سے یہ ایک فاش غلطی ہے محض ہمدردی کا اظہار کسی کے مجرم ہونے کی دلیل نہیں بن جاتا۔ یہ تو انسانیت اور انصاف کے خلاف ہے کہ تمام اضلاع کو ہی تاخت و تاراج کر دیا جائے محض اس جرم پر کہ باغیوں نے ان علاقوں پر پڑاؤ کیا تھا۔

ان ہولناک واقعات کی یاد محو کرنے کے لئے غالباً" کئی سو سال درکار ہوں گے۔ لیکن باہمی اعتماد کی کیفیت تو میرے خیال میں کبھی پیدا نہیں ہوگی۔"

فریڈرک کوپر ڈپٹی کمشنر امرتسر نے ان واقعات کو ایک کتاب کی شکل دی۔ وہ لکھتا ہے۔

" باغیوں کی قسمت کو بدلنے کے لئے قدرت اور اتفاقات حسنہ نے ہمارا ساتھ دیا کیونکہ اگر انہوں نے بھاگنے کے لئے کوشش کی ہوتی تو لازماً" ایک ہولناک لڑائی شروع ہو جاتی لیکن شکر ہے کہ انہوں نے ایسا نہ کیا۔ بلکہ قدرت نے ان کے دماغ میں خاموش رہنے کا سوال ایسا ڈال دیا جو بالکل ہمارے حق میں تھا۔ جب ہم نے دو کشتیوں پر سپاہ کو بھیجا کہ دریائے راوی کے کنارے اس طرف شمال کی جانب وہ باغیوں کو پکڑ لائیں۔ تو وہ سنگینوں اور پستولوں کی چمک سے خائف ہو کر سست کر دونوں ہاتھ سینوں پر باندھ کر ساحل کی طرف پوری خاموشی اور عاجزی کے ساتھ بڑھے۔ اگرچہ بعض نے ان میں سے چھلانگیں ماریں لیکن فی الفور ان کی طرف سنگینوں کا رخ کیا گیا۔ جس کو دیکھ کر انہوں نے کشتیوں کی طرف رخ کیا۔ وہ بھی ایک عجیب اور بھیانک نظارہ تھا جبکہ ان کے لمبے لمبے عکس پانی پر سورج کی کرنوں سے پڑتے دکھائی دیتے تھے۔ چونکہ حکم دیا گیا تھا کہ کسی آدمی کو گولی سے نہ مارا جائے۔ اس لئے ان احمقوں نے سمجھا کہ مسٹر کوپر کا منشاء ان کو جان سے مارنے کا نہیں بلکہ ان کے خلاف باقاعدہ مقدمے چلائے جائیں گے چنانچہ اس غلط امید کے بھروسے پر چھتیس تنومند نوجوانوں نے اپنے آپ کو ایک ہی

مخص کے ہاتھ سے بند کروانے کے لئے پیش کر دیا۔
آدھی رات کو (۲۸۲) دو صد بیاسی آدمیوں کو قید کر کے کوتوالی کی ایک برج میں بند کر دیا گیا ان کے علاوہ باغیوں کی کافی تعداد کو دیہاتیوں کے رحم پر چھوڑ دیا گیا جن کے انجام کے متعلق تاریخ کے صفحات آج تک خاموش ہیں کہ دیہاتیوں نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ چونکہ اسی رات بارش ہو گئی تھی اس لئے پھانسیوں کو دوسرے دن پر اٹھا دیا گیا۔ دوسرے دن بقر عید کا دن تھا۔ چنانچہ مسلمان سواروں کو اس تہوار کے منانے کے لئے امرتسر بھیج دیا گیا۔ اور صرف ایک عیسائی افسر وفادار سکھوں کی امداد سے ایک مختلف قسم کی قربانی کرنے کے لئے وہاں پر اکیلا رہ گیا۔ جو مطلقاً نہ گھبرایا۔ بلکہ پورے حوصلے اور جرأت سے اس کام کو بخوبی سرانجام دیا۔ اور اتفاق سے قریب ہی ایک ویران کنواں مل گیا جس سے اس مشکل کا حل بھی نکل آیا کہ تعفن سے وہاں کے رہنے والوں کی صحت خراب نہ ہو۔ ان دو صد بیاسی میں سے تقریباً ڈیڑھ سو باغیوں کو جب اس طرح گولی سے اڑا دیا گیا تو قتل کرنے والوں میں سے ایک شخص غش کھا کر گر پڑا جو ہلاک کرنے والوں میں سب سے بوڑھا سپاہی تھا۔ اس لئے آرام کرنے کے لئے تھوڑا سا وقفہ دیا گیا۔ اور جب تعداد ۲۳۷ تک پہنچ گئی۔ تو ایک افسر نے اطلاع دی کہ باقی باغی برج سے باہر آنے سے انکار کرتے ہیں جہاں کہ وہ چند گھنٹے عارضی طور پر پہلے سے بند کر دیئے گئے تھے۔ اس پر برج کے دروازے کھولے گئے تو معاً ایک نہایت ہی دردناک نظارہ دیکھنے میں آیا جس سے ہال ویل کے "بلیک ہول" کی یاد دوبارہ تازہ ہو گئی یعنی ۴۵ انسانوں کی مردہ لاشوں کو باہر لایا گیا۔ جو خوف گرمی، سفر کی صعوبت اور دم کے گھٹنے کی وجہ سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو گئے تھے۔"

آگے کوپر لکھتا ہے

"بعد میں ان مردہ اور نیم مردہ قیدیوں کو اپنے مقتول ساتھیوں کی لاشوں کے ساتھ گاؤں کے بھنگیوں کے ہاتھوں قریب کے ویران کنوئیں میں پھکوا دیا گیا۔ جہاں لارنس گورنر پنجاب نے کوپر کی ان حرکات کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہوئے ذیل کے الفاظ میں اپنی خوشنودی کا سرٹیفکیٹ بھیجا۔

لاہور مورخہ ۲/ اگست ۵۷ء

میرے پیارے کوپر

ہندوستانی پیادوں کی پلٹن ۲۶ پر جو فتح آپ نے حاصل کی ہے اس کامیابی پر آپ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ آپ نے اور آپ کی پولیس نے نہایت جرأت اور دلیری سے باغیوں کی سرکوبی میں حصہ لیا۔ جس کے لئے حکومت آپ کی مشکور ہے۔ مجھے یقین ہے کہ باغیوں کی سزا یابی دوسروں کے لئے عبرت کا باعث ہو گی۔ نیز توقع ہے کہ تمام ایسے افراد کو قابو میں لانے کی جملہ تدابیر پر عمل کیا جائے گا جو اس وقت تک مفرور ہیں۔

رابرٹ مونٹ گمری نے ذیل کا خط مسٹر کوپر کے نام لکھا جو لارنس کے بعد پنجاب کا لیفٹنٹ گورنر مقرر کیا گیا۔

آپ نے درست قدم اٹھایا۔ جس کے لئے آپ کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ ایسے نازک وقت میں سوچنا یا دیر کرنا یا واپس لوٹنا کوئی فائدہ نہیں دیا کرتا۔ جب تک تم زندہ ہو یہ کامیابی ایک قیمتی موتی کی طرح تمہاری کلاہِ افتخار پر چمکتی رہے گی۔ یہاں پر بھی باقی تین پلٹنیں کسی قدر متذبذب تھیں لیکن اب مجھے یقین ہے کہ وہ کوئی حرکت نہیں کریں گی۔ حالانکہ میری دلی خواہش ہے کہ وہ کوئی ضرور ایسی حماقت کریں تاکہ ان میں سے ایک بھی سپاہی کو زندہ نہ چھوڑا جائے۔

کوپر نے اپنی ان سفاکانہ حرکات کے بعد ہوڈسن کو ایک ایسے فعل پر مبارکبادی کا خط لکھا۔ جس کی درندگی اور سفاکی کو کسی نے بھی پسند نہیں کیا۔ بلکہ ان انگریز افسران نے بھی اس واقعہ کی قطعاً کوئی حمایت نہ کی جنہوں نے غدر کی یادداشتیں مرتب کیں۔

میرے پیارے ہوڈسن

بادشاہ کو گرفتار کرنے اور اس کے بیٹوں کے قتل کرنے پر تم اور تمہاری پلٹن ہر طرح کی مبارکباد کے مستحق ہو' مجھے امید ہے کہ آئندہ بھی ایسے معاملات میں ہمیشہ کامیاب رہو گے (جس سفاکانہ طریقے سے بادشاہ اور اس کے بیٹوں کو قتل کیا گیا اس کو احاطہ تحریر میں لانے سے دل دہلتا ہے)

کوپر کی سنگدلی یہیں پر ختم نہیں ہوئی۔ ایک سپاہی اس قدر شدید زخمی تھا کہ پھانسی دینے کے مقام پر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ چنانچہ مسٹر مونٹ گمری کے مشورہ پر اس کی پھانسی کی سزا ملتوی کی گئی۔ (صرف ملتوی) تاکہ وہ وعدہ معاف گواہ کی حیثیت سے آئندہ مفید ثابت ہو سکے۔ مونٹ گمری نے لکھا۔

زخمی سپاہی سے جس قدر حالات معلوم ہو سکیں قلمبند کر لئے جائیں۔ تاکہ وہ اس کے بعد لاہور پہنچ کر باغیوں کا انجام اپنی زبان سے خود لوگوں میں بیان کرے۔ لاہور سے باہر تم کافی خون ریزی کر چکے ہو' اور یہاں پر فوجیوں کے سامنے ایسی نمائش کی سخت ضرورت ہے۔ نیز جس طریق سے اس وقت سزائیں دی گئی ہیں ان کے متعلق بھی لوگوں کو آگاہ کرنا لازمی ہے۔

مندرجہ بالا حکم کے مطابق تمام زخمی اور اڑتالیس کے قریب باغیوں کو دیہاتوں سے تلاش کر کے بھیج دیا گیا جن کو فوجیوں کے سامنے توپوں سے باندھ کر اڑا دیا گیا۔ کوپر کے الفاظ میں نمبر ۲۶ پلٹن کو قرار واقعی سزا دی گئی اور سب کی سب تباہ کر دی گئیں۔"

پھانسیوں کے متعلق اخبار ٹائمز لکھتا ہے۔ (حوالہ منٹگمری مارٹن باب بائیسواں)

"بغاوت کے اعلان کے اڑتالیس گھنٹوں کے اندر ۵۰۰ آدمیوں کو قانون کی رو سے سزا دی گئی۔ قارئین یہاں بجا طور پر سوال کریں گے کہ ان کا جرم کیا تھا اور کس قانون کے ماتحت اس کثیر تعداد کو پھانسیاں دی گئیں۔ حالانکہ اس وقت کے ذمہ دار حکام کی اپنی رپورٹوں سے یہ تصدیق ہو چکی ہے کہ باغی بالکل نہتے تھے۔ اور طوفان سے ڈر کر بھاگ نکلے تھے نیز محاصرے کے وقت بھوک اور مسافت کی تکلیف اور صدمے سے ان کی حالت نیم مردہ انسانوں کی تھی۔

مسٹر گریٹہیڈ جو محاصرین کے ساتھ سول کمشنر کی حیثیت سے کام کرتا تھا، لکھتا ہے کہ:
"دو انگریزوں کے قتل کے عوض پانچ سو باغیوں کی جان لینا ایک ایسا خوفناک بدلہ ہے کہ جو کبھی فراموش نہیں ہو سکے گا"۔

چنانچہ اس سفاکی کی انتہا ہو جاتی ہے جب ہم کوپر کے ذیل کے الفاظ کو پڑھتے ہیں جو اس نے اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے لکھے۔

"ایک کنواں تو کانپور میں ہے۔ لیکن ایک دوسرا کنواں بھی ہے جو اجنالہ ضلع امرتسر میں ہے۔

ایک افسر جو ریجاڈ کے دستے کے ساتھ متعین تھا بتلاتا ہے کہ ہندوستانیوں کو اس کثرت کے ساتھ پھانسیوں پر لٹکایا گیا جو بیان سے باہر ہے۔ (ملاحظہ ہو رسل کی ڈائری ص ۲۲۲-۲۲۱)

دو دن کے اندر بیالیس آدمیوں کو سڑک کے کنارے پھانسی دی گئی۔ بارہ آدمیوں کو صرف اس جرم میں پھانسی کی سزا ملی کہ جب فوج مارچ کرتی ہوئی ان کے سامنے سے گذری تو ان کے چہرے دوسری طرف کیوں تھے۔ جہاں جہاں فوج نے پڑاؤ کے وہاں پر قرب وجوار کے تمام دیہات جلے ہوئے تھے۔ یہ کہنا کہ یہ سب مظالم کانپور کے حادثہ کا جواب تھے صحیح نہیں ہے کیونکہ کانپور کا شیطانی واقعہ ان خوفناک حوادث کے بہت بعد پیش آتا ہے۔ افسر مذکور نے "احتیاطاً" مشورہ دیا کہ اگر ہم اسی طرح دیہات کے جلانے کی کارروائی کرتے رہیں گے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ فوج کو راستے میں رسد اور چارہ بالکل دستیاب نہیں ہو سکے گا۔

دہلی کے محاصرہ کے متعلق چیلن کی ٹریو میں تحریر ہے۔

گولہ باری کے وقت پانی پلانے والوں کو مجبور کیا جاتا کہ وہ پانی مہیا کریں۔ حالانکہ بہت سے اس کام میں گولیوں کا نشانہ بنائے گئے پانی مہیا کرنے کے لئے ان کو گولیوں کی زد سے گزرنا پڑتا تھا۔ جس سے وہ بدقسمت مفت میں گولیوں کا شکار بنتے تھے۔ سائیس' گھسیارے' اور کہار دن کی گرمی اور رات کی سردی میں کھلے میدان کے اندر ہماری خدمت کرتے ہوئے زخمی بھی ہوئے تھے۔ دہلی کے باشندوں کے قتل عام کی منادی کی گئی۔ حالانکہ ان میں ایسے لوگ بھی شامل تھے جن کے متعلق ہمیں علم تھا کہ وہ ہماری فتح کے خواہشمند تھے۔ ہمارے اکثر نوجوان تو محض خون گرانے کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے اپنی ہی فوج کے ہندوستانی اردلیوں اور یورپی گھسیاروں وغیرہ کو گولی سے اڑا دینے کی تمنا کا علانیہ طور پر اظہار کرتے تھے۔

کے' ای' ان مکروہ حالات پر پردہ ڈالتے ہوئے لکھتا ہے کہ بس تھوڑی تھوڑی منتخب طور پر حقیقت ہی آشکار ہوتی ہے۔ یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ انگریزوں کے سلوک میں سختی کا عنصر غدر کے بعد پیدا ہوا یا اس سے پہلے بھی موجود تھا۔ یعنی غدر سے پہلے بھی ہندوستانی ملازمین کے ساتھ کوئی بہتر سلوک نہیں ہوتا تھا۔ بنا بریں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ برا سلوک کسی منتقمانہ رنگ سے کیا گیا تھا۔ ●●

مطہ
مجتبا کارپیٹس
ڈیلرز
زینت کارپٹ ● مون لائٹ ● پاک پنجاب کارپٹ
یونائیٹڈ کارپٹ ● وینس کارپٹ ● اولمپیا کارپٹ
PH: 6646888 - 6647655
FAX: 092-21-521503
مساجد کیلئے خاص رعائت
سہ، این آر ایونیو نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک جی
برکات حیدری نارتھ ناظم آباد

تحریک ختم نبوت کا گمنام شہید

بشیر احمد خان لودھی

قمر لودھی جے پوری

○ ماسی نے حج سے واپسی پر ہم لوگوں سے کہا بشیر بھائی سے میری ملاقات خانہ کعبہ کے طواف کے دوران ہوئی تھی وہ ابھی واپس کراچی نہیں آئے؟

○ اس وقت اگر یہ پتہ چل جاتا کہ یہ قتل بھی قادیانی سازش اور اسی تحریک ختم نبوت کا ایک حصہ ہے تو عوام میں ایک اور قیامت بپا ہو جاتی۔

○ ہم گھر والوں کو اس وقت یہ علم نہ تھا کہ بسوں کا مالک قادیانی ہے

○ پیکر عزم و ہمت گرجدار آواز' پروقار چال' آنکھوں میں ناقابل شکست ارادوں کی چمک' گفتگو میں متانت اور سنجیدگی' مضبوط جسم اور جسم میں گردش کرتا ہوا جوان اور گرم خون جس کا ایک ایک قطرہ عشق مصطفیٰ ﷺ کی سوزش لئے ایک بحر بیکراں بن کر جوش مار رہا تھا دل و ذہن عبادت خدا اور اطاعت رسول میں منہمک خاندان والوں کے لئے رحمت اور دوست احباب کے لئے راہبر' مرد و رزم شمع بزم یہ تمام صلاحیتیں اللہ رب العزت نے شاید اس لئے جمع کر دی تھیں کہ ان صلاحیتوں کے پیکر کو ایک دن ناموس شمع رسالت ﷺ کا پروانہ وار قربان ہونا تھا۔

یہ مختصر سا تعارف تحریک ختم نبوت کے اس گمنام شہید بشیر احمد خاں لودھی کا ہے جن کی موت کو اس وقت کے اخبارات اور شواہد نے اتفاقی موت اور حادثہ قرار دیا لیکن قدرت کسی بھید سے جب پردہ اٹھانا چاہتی ہے تو اس کے اسباب بھی ویسے ہی فراہم کر دیئے جاتے ہیں۔

یہ اس زمانے کا واقعہ ہے جب ایم اے جناح روڈ کو بندر روڈ کہتے تھے اس وقت جناح صاحب کا مزار بھی تعمیر نہیں ہوا تھا اور آج جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر ہے وہاں تقسیم کے نتیجے میں مہاجر ہونے والوں نے وقتی طور پر سر چھپانے کے لئے گھاس پھونس کے جھونپڑے بنا رکھے تھے باقی سارا میدان کھلا پڑا تھا بندر روڈ کے بالکل بیچوں بیچ ٹرام لائن بچھی ہوئی تھی یہ ٹرام لائن ریل کی چھوٹی بوگی کی طرح ایک ڈبہ کی شکل میں ہوتی تھی۔ جس میں کئی کھلے دروازے ہوتے جو دونوں طرف کے مسافروں چڑھنے اور اترنے کی ضرورت پوری کرتے تھے' اس زمانے میں بسوں کی بجائے یہ ٹرامیں ہی لوگوں کی آمدورفت کی سہولت کا بڑا ذریعہ تھیں جو کیماڑی سے لے کر صدر تک اور کینٹ اسٹیشن تک کا علاقہ گھیرے ہوئے تھیں' بندر روڈ پر ریڈیو پاکستان کے بالکل سامنے والی بلڈنگ میں پہلی ہی منزل پر تحریک ختم نبوت کا دفتر تھا اس کے نیچے گراؤنڈ فلور پر ایرانی کا ہوٹل جو شاید آج بھی ہے۔ اس دفتر میں تحریک کے قائدین اپنے آئندہ کا لائحہ عمل مرتب کرتے تھے۔ ہوٹل کے برابر ایک قادیانی رئیس کی احمدیہ فرنیچر مارٹ کے نام سے فرنیچر کی دوکان تھی۔ تحریک ختم نبوت کی طرف سے ایک اخبار "حکومت" کے نام سے نکلتا تھا جس کے ایڈیٹر صاحب کے نام کے آگے غازی کا لفظ آتا تھا۔ اخبار کا دفتر فریئر روڈ پر واقع ایک بلڈنگ میں تھا۔ میرے چچا بشیر احمد لودھی مجھے ساتھ لے کر اکثر وہاں جاتے اس وقت میری لڑکپن کی عمر تھی اس لئے جو کچھ وہ غازی صاحب سے تبادلہ خیال کرتے میری عقل و شعور اس کو سمجھ نہیں پاتے تھے البتہ اتنا یاد ہے کہ اس زمانے میں جلسہ جلوس کا بہت زور شور تھا یہ ۱۹۵۰ء کی بات ہے جب میری عمر ۱۳ ۱۲ سال کی تھی اس زمانے میں فریئر روڈ پر واقع رام باغ جس کا نام بدل کر آرام باغ کر دیا گیا تھا مذہبی و سیاسی جلسوں کا اہم مرکز تھا چونکہ بشیر احمد صاحب کو مذہب کے ساتھ ساتھ سیاست سے بھی تعلق تھا اس لئے کوئی جلسہ ایسا نہ ہوتا تھا جس میں وہ شرکت نہ کرتے ہوں اور مجھے بھی ہر جلسے میں اپنے ساتھ ہی لے جاتے تھے تاکہ مجھ میں بھی مذہبی اور سیاسی سوجھ بوجھ پیدا ہو جائے اس زمانے میں سیاسی جلسوں کی کچھ شخصیتیں جن کے نام میرے لڑکپن کے ذہن کی سطح پر کندہ ہوئے وہ میاں افتخار الدین' خواجہ ناظم الدین' ممتاز دولتانہ' حسین شہید سہروردی اس کے علاوہ اور بہت سی سیاسی و سماجی شخصیتیں جو آج موجود نہیں ہیں۔

مذہبی جلسوں کی شخصیتوں میں امیر شریعت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری' حضرت مولانا ابوالحسنات' مولانا عبدالحامد بدایونی اور نعت گو شاعر مولانا ماہر القادری جو اپنی

شاعرانہ فکر میں بلا کی مذہبی فکر انگیزی رکھتے تھے اس کے علاوہ بہت سے علمائے کرام جن کے نام اس وقت میرے ذہن میں نہیں ہیں سب کی تقریریں اپنے کم عمری میں خود سنی ہیں۔

جلسوں وغیرہ کا سلسلہ یونہی چلتا رہا پھر ایک وقت ایسا آیا کہ پاکستانی سیاست میں پہلی مرتبہ قادیانی فتنہ کی صدائے بازگشت سنی جانے لگی میرے کان بھی اس نام سے آشنا ہوئے اور پاکستان میں بسنے والے عام مسلمان بھی جو ہندوستان سے نقل مکانی کے تکلیف دہ اثرات سے ابھی پوری طرح اپنے ذہن کو فارغ نہیں کرپائے تھے کہ ارتداد کے اس فتنے سے نئے نئے روشناس ہوئے اگرچہ تقسیم ملک سے پہلے بھی علمائے حق نے امت کو اس نئے فتنے سے واقف کرانے کے لئے اپنے قلم اور تقریروں کے ذریعے بھرپور کوششیں کیں لیکن پھر بھی بہت سے علاقوں کے لوگ اس جاہ کن فتنے سے ناواقف تھے۔ پاکستان بن جانے کے بعد چونکہ پورے ہندوستان کے اکثر شہروں اور ان کے مضافات سے لوگ پاکستان میں جمع ہوچکے تھے لہذا وہ وقت آچکا تھا جب ارتداد کی اس شرانگیزی سے نہ صرف پاکستان و ہندوستان بلکہ دنیا میں بسنے والے تمام مسلمان اس سے آگاہ ہوجائیں اس کار خیر کی انجام دہی کے لئے علماء کی طرف سے جو سب سے پہلا مطالبہ کیا گیا اس میں ظفراللہ قادیانی کو پاکستان کی وزارت خارجہ سے سبکدوش کرنے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تھا۔ اس مطالبہ کی گھن گرج اس قدر شدید تھی کہ اہل اقتدار بدحواس ہوگئے اور اس بدحواسی میں علماء اور عوام کی گرفتاری اور ان پر تشدد کے احکام جاری کردیئے شاید کارپردازان اقتدار اپنے اقتدار کے خمار میں کسی جائز مطالبہ کی بھی رخنہ اندازی برداشت نہیں کرنا چاہتے تھے لہذا اس اقدام سے پہلو تہی کررہے تھے جو علماء کرام چاہتے تھے بہرحال عوام نے بھی حکومت کے خلاف زبردست باقاعدہ تحریک شروع ہوگئی ہر شہر خصوصاً" لاہور و کراچی میں سڑکیں اور بازار سنسان رہنے لگے' ہڑتالوں کا سلسلہ جاری ہوگیا' محلوں اور بازاروں میں نعرہ ختم نبوت کی صدائیں گونجنے لگیں' دوکانیں بند کاروباری مصروفیات ختم' ہر طرف لوگ جتھوں کی شکل میں احتجاج کرتے ہوئے پولیس کی لاٹھی چارج اور آنسو گیس کے شیلوں کے دھوئیں سے بے نیاز اپنی گرفتاری پیش کررہے تھے علماء کو جیلوں میں بند کرنے کے بعد کوئی باقاعدہ قیادت باقی نہیں رہ گئی تھی لہذا عوام ہی میں سے زیادہ جوشیلا شخص قائد بن جاتا اور اسی شخص کی قیادت میں لوگ اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے کے لئے تیار ہوجاتے شہدائے ختم نبوت کے جنازے پر ایک کہرام مچ جاتا اور ہر جنازہ اپنے پیچھے سینکڑوں اور ہزاروں لوگوں میں قائدانہ جذبہ منتقل کرتا ہوا آغوش مصطفیٰ میں فروکش ہوجاتا۔

بشیر احمد خاں لودھی بھی ان ہی قائدین میں سے تھے جو سڑکوں اور بازاروں میں آآکر اپنی تقریریں کرتے اور لوگوں کو جمع کرکے احتجاج کے لئے چلتے اور گرفتار ہوجاتے اب چونکہ جیلیں بھی بھرچکیں تھیں لہذا لوگوں کو پولیس کی گاڑیاں دور دراز جنگلوں میں لے جاکر چھوڑ دیتیں' جو کئی کئی دن کی بھوک اور پیاس کی صعوبت برداشت کرکے پیدل اپنے گھروں کو لوٹتے۔ اسی اثناء میں فوجی عدالتوں کا قیام عمل میں لایا گیا اور بہت سے علماء کو سزائیں بھی سنائی گئیں۔ ایسی پاکیزہ اور مقدس تحریک پاکستان کی تاریخ میں نہیں چلائی گئی جس میں لاہور کی گلیوں میں معصوم بچوں نے گھروں سے نکل رائفل بردار فوجی کے سامنے اپنا گریبان کھول کر کہا ہو کہ لے گولی مار۔ اور شقی القلب فوجی اس معصوم کے سینے میں رائفل کی گولی اتار دیتا تھا۔ خوبی کی بات تو یہ کہ ان کہ ان معصوم بچوں کو اپنے جگر گوشوں کو خود ان کی ماؤں نے آمادہ کرکے گھر کے باہر فوجیوں کے سامنے بھیجا۔

ادھر بشیر احمد خاں لودھی صاحب کے کاروبار کے سلسلے میں مشیت ایزدی کچھ اس انداز سے سامنے آئی کہ ان کا دل کپڑے کے کاروبار سے اچاٹ ہوگیا' اس لئے وہ اپنے پروگرام کے تحت اپنے تمام وسائل اور اہل خانہ کے ساتھ' سعودی عرب منتقل ہوکر وہاں ٹرانسپورٹ کا کاروبار کرنا چاہتے تھے یہ بھی ان کی دیار رسول اور رسول اللہ ﷺ کی محبت ہی کی وجہ سے تھا اس لئے پہلے انہوں نے ٹرانسپورٹ مشینری کو سیکھنا ضروری سمجھا۔ اس کے لئے انہوں نے اپنے بچپن کے ایک دوست سے اس کام کو سیکھنا شروع کردیا تھا یہ شخص ٹرانسپورٹ مشینری کا بہت ماہر تھا جس کے انڈر میں ایک قادیانی بس مالک کا پورا ورکشاپ تھا جہاں جناح صاحب کا مزار تعمیر ہے وہاں ایک پہاڑی ٹیلہ قسم کی اونچائی تھی یہ بسیں وہاں کھڑی کی جاتی تھیں ان بسوں کے کھڑے کرنے کا طریقہ کچھ اس انداز سے ہوتا تھا کہ ان کے سامنے کا رخ ڈھلان کی طرف ہوتا تھا تاکہ بس کو بیٹری کمزور ہونے کے باوجود بغیر سیلف کے بھی ڈھلان کے زوروں پر چلاکر بغیر کسی آدمی کے دھکا دیے کر اسٹارٹ

کیا جاسکے۔

بشیر احمد صاحب سارے دن کی مصروفیات سے فارغ ہو کر رات کے وقت ورکشاپ جاتے تھے اور ساری رات کام سیکھنے میں گزار کر صبح سویرے اپنے گھر واپس آجاتے یہ سلسلہ کافی عرصہ تک چلتا رہا کسی کو اس بات کا علم نہیں ہونے پایا کہ قادیانی بس مالک تحریک ختم نبوت کے اس جانثار کی جان کے پیچھے پڑگیا ہے اور ان کو اس راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کرچکا ہے۔

ہر شام کی طرح ایک بہرحال آنا ہی تھا جیسے ہر دن کی طرح ایک آخری دن ہر شخص کا آنا ہی ہے وہ شام تھی جس میں کارپردازان قدرت نے بشیر احمد خاں کے خون کی خوشبو بھی سونگھ لی تھی اور جس خوشبو سے ان کے گھر والے بالکل بے خبر تھے جب جبھی تو روز کی طرح آج بھی ان کے بوڑھے' باپ اصغر خاں لودھی نے ان کو اجازت دے دی۔ محلے میں ایک کہرام بپا ہوگیا ہر طرف رونے اور چیخنے کی آوازیں' آنے لگیں یہ کیسی آوازیں ہیں یہ کیسا رونا ہے کہ جس میں عورتیں مرد' بچے' بوڑھے سب ہی کی آوازیں شامل ہیں یہ کیوں رو رہی ہیں بوڑھے باپ اور گھر والوں کے ذہن پکلر سوال بن گئے۔ پتہ چلا کہ کسی کا جنازہ آیا ہے' مگر کس کا خون ہے وہ شخص جس کا جنازہ آیا ہے کہنے والوں نے کہا کہ وہ جنازہ بشیر بھائی کا ہے پتہ نہیں کس نے کہا بلکہ کس کس نے کہا لیکن کس نے سنا یہ تو کچھ یاد نہیں اور کس کس نے سنا یہ بھی یاد نہیں لیکن یہ سب کچھ کیسے ہوا بتایا گیا کہ بس کے نیچے لیٹ کر کام کر رہے تھے کہ بس نیوٹل ہو کر چل پڑی اور ان کے چہرے پر سے گزر گئی ایک اتفاقی حادثہ جس نے چہرے کے ساتھ ساتھ سر بھی کچل دیا چلو اللہ کو یہی منظور تھا اللہ کی امانت تھی اس نے لے لی۔ دوسرے یا تیسرے دن بیمہ کمپنی کا کوئی شخص ۲۰۰۰۰ بیس ہزار روپیہ کی رقم لے کر بوڑھے باپ کے پاس آیا کہ یہ رقم بیمہ کمپنی نے ان کی جان کے بدلے آپ کو بھیجی ہے لیکن بوڑھے باپ نے فرط غیرت سے اس رقم کو یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ اس صبر کا بدل اگر کسی کے پاس ہے تو صرف اللہ رب العزت ہی کی ذات ہے ورنہ اولاد کا بدل تو یہ پوری کائنات بھی نہیں ہے۔ کچھ دن بعد تمام سازشی عناصر آپس میں متصادم ہوگئے ان میں کسی بات پر پھوٹ پڑگئی کسی مسئلہ کو ان کی رسوائی کا سبب بننا تھا اور ان میں سے ایک شخص جس کو اس سازباز کا علم تھا اور وہ ان کا قریبی ساتھی تھا یا تو اس کی مقصد براری نہیں ہوئی یا پھر اس کے ضمیر نے ملامت کی ہوگی اس نے آکر بشیر احمد صاحب کے گھر والوں کو ساری اصل حقیقت بتادی کہ پہلے بشیر احمد صاحب کو کہیں لے جاکر ان کے سینے میں دل کی طرف والے حصے پر وزنی سبل مارا گیا اور ان کے بے جان جسم کو بعد میں بس کے وہیل کے نیچے لٹا کر منہ اور سر کی طرف والے حصے پر سے بس گزار دی۔

اسی اثناء میں محلے کی ایک ضعیف جنہیں اہل محلہ ماسی کہہ کر مخاطب کیا کرتے اور جو فریضہ حج ادا کرکے واپس آچکی تھی انہوں نے گھر والوں سے پوچھا کہ بشیر بھائی بھی حج کرکے واپس آئے یا نہیں تو انہیں بتایا گیا کہ ماسی بشیر بھائی تو ایکسیڈنٹ میں جاں بحق ہوچکے ہیں تو وہ حیرت زدہ رہ گئیں انہوں نے قسم کھا کر بتایا کہ ان سے تو میری ملاقات خانہ کعبہ میں طواف کے دوران ہوئی تھی اس بات پر سب حیران رہ گئے ع

"پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا"

یہ چند لفظ ہیں جذبات کی حسین تنظیم

●●

مولانا قاری حق نواز تونسوی کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلدیہ ٹاؤن سعید آباد کراچی یونٹ کے امیر دارالعلوم صفہ کے مہتمم مولانا قاری حق نواز تونسوی کے والد محترم قضائے الٰہی سے انتقال کرگئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) مرحوم کو ان کے آبائی علاقہ تونسہ شریف میں دفن کیا گیا۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند اور علماء دین سے محبت وعقیدت رکھنے والے اور اپنی اولاد کو تعلیم دین کا زیور پہنانے والے خوش نصیب افراد میں شامل تھے۔ پچاسی سال تک نیرنگی زمانہ دیکھ چکے تھے' کچھ عرصہ سے علیل تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ' مرکزی مبلغ مولانا نذیر احمد تونسوی' مفتی محمد جمیل خان' مفتی منیر احمد اخون' مولانا سعید احمد جلالپوری' مولانا ابوطاہر محمد یار' محمد انور رانا' مولانا عبداللطیف اور دیگر جماعتی احباب نے قاری حق نواز سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کی بلندی درجات اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

اخبارِ ختم نبوت

جامع مسجد باب الرحمت میں علماء کرام کا اجتماع

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم بارہا اس طرف توجہ دلا چکے ہیں کہ قادیانی ملک اور بیرون ملک بہت سرگرمی کے ساتھ ملک دشمن سرگرمیوں میں مصروف عمل ہیں لیکن بدقسمتی سے ہم کو جس انداز میں کام کرنا چاہئے تھا اس کی طرف ہماری غفلت ہے گزشتہ سال عالمی ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے حکم دیا کہ ہر مسجد میں دفتر ختم نبوت قائم کیا جائے اور ہر مسجد میں تبلیغی نوجوانوں کی طرز پر نوجوانوں کی ایک جماعت تشکیل دی جائے اور ان کو عقیدہ ختم نبوت کے موضوع اور قادیانیت کے دجل و فریب سے مکمل واقف کرایا جائے اور پھر یہ نوجوان اپنے اپنے محلے میں قادیانیوں کو تبلیغ کریں اور ان کے نوجوانوں کو جھوٹے نبی کی پیروکاری اور جہنم کی آگ سے نکال کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت میں واپس لائیں۔ کراچی میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے بارہا انہوں نے فرمایا کہ علماء کرام کا اجلاس بلا کر اس انداز میں ان کو ختم نبوت کے کام کی طرف متوجہ کیا جائے۔ آپ اکثر فرماتے کہ ہم نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوا کر اور امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کروا کر اپنے آپ سے بوجھ اتار لیا ہے اور قادیانیوں کے لئے میدان کھلا چھوڑ دیا ہے۔ آئین اور قانون کے محافظوں کو صاحب اقتدار افراد کی خدمت سے فرصت نہیں کہ وہ قادیانیوں کی غیر قانونی سرگرمیوں کا نوٹس لیں۔ علماء کرام سمجھتے ہیں کہ ہم نے فرض ادا کر لیا اس لئے قادیانیوں کے لئے میدان صاف ہے اور وہ مسلمان بن کر نوجوانوں کو گمراہی کے پھندے میں گھسیٹ لیتے ہیں۔ حضرت اقدس کے اس درد کو محسوس کرتے ہوئے، مولانا مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا مفتی منیر احمد اخون، مولانا نذیر احمد تونسوی، محمد انور رانا، مولانا سعید احمد جلالپوری نے تجویز کیا کہ کراچی کے مقتدر علماء کرام کا ایک اجلاس طلب کیا جائے اور ان کے سامنے حضرت اقدس مولانا لدھیانوی صاحب تمام صورت حال رکھیں۔ اس فیصلے کی روشنی میں علماء کرام کو دعوت نامے جاری کر دیئے گئے۔ الحمدللہ حضرت اقدس کی اس دعوت پر علماء کرام نے لبیک کہا اور وقت مقررہ پر مندرجہ ذیل علماء کرام تشریف لے آئے۔ مولانا محمد انور، مولانا محمد الیاس، مولانا محمد قاسم، مولانا نور الوکیل، مولانا ابوطاہر محمد یار فاروقی، مولانا قاسمی، مولانا محمد عمر، مولانا محمد فرید، مولانا محمد عبداللہ، مولانا محمد یوسف کشمیری، مولانا شفیق الرحمن، مولانا عبیداللہ، مولانا جاوید حسین کشمیری، مولانا شجاع احمد، مولانا عبدالحمید، مولانا قاری حق نواز تونسوی، مولانا حبیب اللہ، مولانا کلیم اللہ، مولانا محمد یوسف، مولانا ہدایت اللہ، مولانا عبدالمتین، مولانا ظفر احمد، مولانا فضل الوحید ریحان، مولانا سید خالد مسعود گیلانی، مولانا عبدالخالق، مولانا محمد ذکریا، مولانا محمد حنیف، مولانا سید صبا الحسن، مولانا محمد یاسین، مولانا حمایت اللہ ربانی، مولانا عرفان اللہ، مولانا عبداللطیف، مولانا عبدالشکور، مولانا نعیم احمد سلیمی، مولانا سعید احمد جلالپوری، مولانا مفتی جمیل خان، مولانا محمد صدیق سواتی، مولانا گل محمد فانی، مولانا محمد رفیق

الکریم، مولانا فضل الرحمن، مولانا خلیل احمد، مولانا مفتی محمد عثمان یار خان، مولانا محمد امین انصاری، مولانا عبدالرشید انصاری، مولانا اللہ داد، مولانا بشیر احمد تونسوی، مولانا محمد صدیق تونسوی، مولانا محمد زبیب، مولانا محمود الحسن رحیمی، مولانا فتح محمد، مولانا حبیب اللہ، مولانا مطیع الرحمن، مولانا مختار جیار حقانی، مولانا محمد شعیب، مولانا ہدایت الرحمن، مولانا رعایت اللہ خان، مولانا عبدالرحمن، مولانا عبدالرحیم، مولانا محمد سعید، مولانا شیر محمد، مولانا عبدالکریم فاروقی، مولانا محمد انور فاروقی، مولانا عبدالرحمن فاروقی، مولانا محمد احمد، مولانا شیر احمد، مولانا محمد خالد میر، مولانا علی سید، مولانا عبدالوہاب، مولانا عبدالرحمن، مولانا حافظ عبدالقیوم نعمانی، مولانا بشیر احمد نعمانی، مولانا شبیر احمد، مولانا حافظ محمد حسین، مولانا عبدالقیوم قاسمی، مولانا احسان اللہ ہزاروی، مولانا ڈاکٹر نصیر الدین سواتی، مولانا عبدالغفار، مولانا محمد فیض اللہ، مولانا غلام مصطفیٰ فاروقی، مولانا نوید مسعود ہاشمی، مولانا محمد سالم میر، مولانا مفتی عزیز الرحمن، مولانا فضل محمد، مولانا عبدالکریم عابد، مولانا حماد اللہ شاہ، مولانا جمیل الرحمن، مولانا محمد ہارون القاسمی، مولانا عبداللہ شاہ، مولانا عبدالمالک، مولانا قاری عبدالرحمن، مولانا محمد احمد، مولانا عبدالستار توحیدی، مولانا محمد یوسف حسن زئی، مولانا محمد عمر صادق، مولانا قاری عبدالحفیظ، مولانا قاری سلطان محمد، مولانا اکرام الحق خیری، مولانا خان محمد ربانی، مولانا قاری محمد امین، مولانا غلام قادر، مولانا عبدالغفور، مولانا محمد ہاشم، مولانا سیف الرحمن، مولانا منظور الحق، مولانا غلام اللہ، مولانا عبیدالرحمن، مولانا خلیل الرحمن، مولانا محمد الیاس، مولانا عبدالواحد، مولانا عطاء الرحمن اور مولانا محمد عبداللہ کے علاوہ کے علاوہ بھی بہت سے علماء کرام شریک ہوئے۔

اجلاس کا آغاز قاری عبدالرحمن کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعد ازاں مولانا نذیر احمد تونسوی کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مختصر تعارف اور مرزا قادیانی کے

مختلف دعووں سے جھوٹا نبی بننے تک کے احوال سے علماء کرام کو آگاہ کیا۔ اس کے بعد مرشد العلماء حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب زید مجدہم نے خطاب کیا۔

آپ نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا: آپ حضرات کے علم میں ہے کہ قادیانی کس طرح امت مسلمہ کو گمراہ کر رہے ہیں۔ ہم لوگوں کا خیال ہے کہ ۱۹۷۴ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے امت نے حق ادا کر دیا اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا اور ۱۹۸۴ء میں ایک اور تحریک کے نتیجے میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوگیا اور قادیانیوں کو شعائر اسلام استعمال کرنے، اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے اور کھلے عام تبلیغ کرنے سے روک دیا گیا، لیکن کیا عملی طور پر قادیانیوں کی سرگرمیوں میں کوئی فرق آیا۔ عوام کے مزاج سے تو آپ واقف ہیں ان کا خیال یہ ہے کہ مولویوں کا کام ہی لوگوں کو کافر بنانا ہے۔ یہ تو زبردستی کسی نہ کسی پر فتوے لگاتے رہتے ہیں ایک دوسرے کو کافر کہنا ان کا کام ہے لیکن آپ دیکھئے ۱۹۷۴ء کے فیصلے کو ۲۲ سال گزر چکے ہیں۔ نئی نسل کے علم میں بالکل بھی نہیں کہ قادیانی کیا ہیں۔ ان کے عقائد کیا ہیں۔ اور ان سے امت کو کیا خطرات ہیں۔ وہ بالکل خالی الذہن ہیں کیونکہ دین کی تعلیم سے وہ بے بہرہ ہیں، جو تعلیم ان کو دی جاتی ہے۔ اس میں دین کا بالکل گزر نہیں۔ دوسری طرف قادیانی اپنی مظلومیت کا ڈھنڈورہ ہر جگہ پیٹتے ہیں۔ حقائق تو بتاتے نہیں نئے نئے طریقے سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ طرح طرح کے سوالات کے ذریعے ان کے ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں۔ ان کا ہر فرد مبلغ ہے وہ سرکاری افسر ہو یا عام فرد کسی بھی محکمے میں ہو اس نے اپنے جھوٹے نبی اور جھوٹے دین کی تبلیغ کرنی ہے۔ اپنا لٹریچر ہر شخص تک پہنچانے کی کوشش کرنی ہے۔ اپنے محکمے اور عہدہ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر جھوٹے نبی کی تشہیر کرنی ہے قادیانی کوچنگ سینٹر کے نام سے جگہ جگہ ادارے قائم کرکے تعلیمی تیاری کے نام پر اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اسی طرح کمپیوٹر سینٹر قائم کرکے تبلیغی سرگرمیاں جاری ہیں۔ مختلف علاقوں میں طبی سینٹر قائم کرکے اس کے ذریعہ تبلیغی کام کیا جاتا ہے اور ان سب میں وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں عورتوں کے ذمہ باقاعدہ قادیانیت کی تبلیغ کا کام لگایا گیا ہے۔ ہمارے علاقے میں ایک قادیانی نے مکان خریدا۔ اس کی لڑکیاں باقاعدہ ربوہ سے تعلیم اور تربیت حاصل کرکے آئی ہیں وہ خود بھی ماسٹر ہے اور اس کی لڑکیاں بھی استانیاں ہیں اب وہ باقاعدہ قادیانیت کی مبلغہ ہیں گھر گھر جاکر وہ قادیانیت کی تبلیغ کرتی ہیں، ان کا گھر قادیانیت کا تبلیغی مرکز بنا ہوا ہے اس کی بیوی فجر کی نماز کے بعد سڑک کی طرف والے کمرے میں بیٹھ کر زور زور سے قرآن مجید کی تلاوت کرتی ہے۔ اس سے لوگ متاثر ہوتے ہیں۔ مسلمانوں نے قرآن مجید کو گھروں سے نکالا ہوا ہے اگر کوئی پڑھتا بھی ہے تو چھپ کر تاکہ بنیاد پرستی کا الزام نہ لگے اور وہ قادیانی گھرانہ اس طرح اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے بلند آواز سے اور دکھا کر دینی کام کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کی دین داری سے مرعوب ہوں۔ اسی طرح قادیانیوں نے تبلیغی جماعت کی تشکیل کرکے تبلیغی کام بھی شروع کیا ہے۔ اسی طرح ڈش انٹینا کے ذریعے گھر گھر تبلیغی سینٹر بنا ہوا ہے۔ فلمیں نوجوانوں کے لئے دلچسپی کا باعث ہیں۔ دعوت یا چائے پر مدعو کرکے کہا جاتا ہے کہ ہمارے ایک بزرگ ہیں بڑی اچھی تقریر کرتے ہیں ذرا سا وقت میں سن لیتے ہیں اس طرح نوجوانوں کے ذہنوں کو خراب کیا جاتا ہے۔ ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ گلشن اقبال بلاک نمبر۲ میں قادیانیوں کو مسجد ربانی سے متصل ایک پلاٹ حاصل ہوا ہے جو اسپتال کے لئے مخصوص ہے ۱۹۷۶ء سے اس پلاٹ پر صرف چار دیواری ہے۔ قادیانیوں نے اس پلاٹ پر نماز جمعہ اور عیدین شروع کر دیے ہیں۔ اور گزشتہ دنوں وہاں ان کا اجتماع بھی ہوا۔ دیکھئے کتنی بدقسمتی کی بات ہے ایک اسلامی مملکت میں عین خانہ خدا سے متصل نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کے خلاف ایک جھوٹے نبی کے دین کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ اسلام کے نام سے اسلام پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے اور لیکن خطیب اور امام اور مسلمانوں کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اگر کوئی اس طرف توجہ دلائے تو کمیٹی والے اور امام صاحب کہیں کہ ہم اختلافی مسائل میں نہیں پڑتے۔ مسلمانوں کو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ کمیٹی

مولانا محمد یوسف رحمانی پر فالج کا شدید حملہ

لاہور (پ ر) مناظر اسلام مولانا محمد یوسف رحمانی آف لودھراں ایک عرصہ سے علیل تھے۔ گزشتہ مہینوں میں ان پر شوگر اور بعد ازاں فالج کا شدید دورہ پڑا۔ جس سے موصوف بستر علالت پر ہیں۔ ۲۱جون کو جڑانوالہ میں ختم نبوت کانفرنس تھی معلوم ہوا تو بندہ ۲۲جون کو ان کی عیادت کے لئے گیا۔ تو کافی دیر تک جماعتی کام کے متعلق گفتگو فرماتے رہے۔ موصوف آج کل دارالعلوم حدیبیہ نزد سبزی منڈی (لاہور ویگن اسٹینڈ) میں زیر علاج ہیں۔ تمام قارئین سے استدعا ہے کہ ان کی صحتیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ پروردگار عالم جلد از جلد انہیں صحت و تندرستی سے سرفراز فرمائے۔

کے سر میں کیا درد کہ اس کو نوجوانوں کے گمراہ ہونے کی فکر ہو۔ عام مسلمان کو اس کا کیا غم کہ ان کے مسلمان بھائی گمراہ ہو رہے ہیں۔ ہر شخص اپنے آپ میں مگن ہے۔ بے روزگاری آج کل عام ہے۔ امریکہ' جرمنی' انگلینڈ کی شہریت مل جائے تو پھر کیا کہئے۔ ان ممالک میں اگر روزگار مل جائے بلکہ صرف ویزہ ہی مل جائے تو سمجھتے ہیں کہ جنت کا ٹکڑا مل گیا۔ قادیانیوں نے مسلمانوں کی اس کمزوری کو بھانپ لیا اور چونکہ وہ تو مغرب اور انگلینڈ کے پیدا کردہ ہیں ان کو ان ممالک میں سہولتیں حاصل ہیں اس لئے ان کی سفارش پر ویزہ اور نوکریاں مل جاتی ہیں۔ پھر قادیانیوں نے مظلومیت ظاہر کرکے سیاسی پناہ کا دروازہ کھول دیا تاکہ پاکستانی اور مسلمان خوب بدنام ہوں۔ ان حربوں کو وہ استعمال کرکے مسلمان نوجوان خصوصاً" بے روزگار اور پریشان حال لوگوں پر نظر رکھتے ہیں ان کے دکھ میں ظاہری طور پر شرکت کرتے ہیں ان کو باہر کی نوکری کا لالچ دیتے ہیں۔ ویزے لگواتے ہیں اور جب ان کو نوکری ملنے لگتی ہے تو ایک فارم بھروا لیتے ہیں۔ مسلمان بھائی خیال کرتے ہیں کہ وہ فارم بھرنے سے کیا ہوگا ایمان تو ہمارے پاس محفوظ ہے لیکن پھر آہستہ آہستہ ان کے گرد اپنے جال کا دائرہ تنگ کرتے جاتے ہیں۔ عورتیں دے کر شادیاں کراتے ہیں اور اس طرح ان کو قادیانی بناتے ہیں۔ وہ غیر محسوس طریقے سے دام میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اب وہ ہزار بار کہیں کہ وہ قادیانی نہیں لیکن ان کے فارم دکھا کر ان کو بلیک میل کرتے ہیں۔ اس طرح ربوہ کانفرنس اور لندن سالانہ اجتماع کے موقع پر قادیانیوں کی ذمہ داری لگائی جاتی ہے کہ وہ اپنے ساتھ ایک یا دو مسلمانوں کو لائے۔ یہ سیر کرانے کے بہانے ربوہ لے جاتے ہیں۔ وہاں انہوں نے ایک جگہ کو جنت کا نام دیا ہوا ہے' خوبصورت عورتیں رکھی ہوئی ہیں ان کو حوریں کہہ کر نوجوانوں سے ملاتے ہیں۔ طرح طرح کے عیش کراتے ہیں اور اس کو مرعوب کرتے ہیں۔ ابتدا میں مسلمان ظاہر کرتے ہیں ایک دفعہ جب میں ربوہ میں ربوہ ختم نبوت میں شرکت کے لئے گیا تو ربوہ کی سیر کی وہاں انہوں نے ایک عمارت بنائی ہوئی ہے اسمبلی ہال کے طرز پر اسی طرح قصر صدارت وغیرہ بنائے ہوئے ہیں۔ آپ کے اور میرے نزدیک ان چیزوں کی اہمیت نہیں لیکن عام آدمی اس سے بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے ان چیزوں کو وہ اپنی حقانیت کی دلیل میں پیش کرتے ہیں جس طرح ڈش انٹینا کو وہ اپنے حق ہونے کی دلیل پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گرو مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا کہ میری آواز پوری دنیا میں پھیلے گی اور آج پیش گوئی پوری ہوئی اور ڈش انٹینا کے ذریعہ آواز پھیل رہی ہے۔ ان بھلے مانسوں سے کوئی پوچھے اس طرح کی شعبدہ بازیاں تو عیسائی آج سے پچاس سال پہلے دکھا چکے ہیں۔ اس قسم کی ترقیاں عیسائی سینکڑوں سال سے کر رہے ہیں تو کیا وہ حق پر ہیں۔ پھر آج تو ایک گویئے اور ناچنے والی کی آواز پوری دنیا میں گونج رہی ہے لیکن عام آدمی کا ذہن اس سطح پر نہیں سوچ سکتا۔ آپ کو' ہمیں' ان کو اچھے انداز میں قادیانیوں کی عیاری سے آگاہ کرنا ہوگا۔

آپ حضرات کو اسی لئے زحمت دی کہ یہ آپ کے اور ہمارے سوچنے کی بات ہے فکر اور غور کرنے کی باتیں ہیں۔ بیٹھ کر خوب مناقشہ کرکے ان قادیانیوں کی سرگرمیوں سے عام مسلمانوں کو آگاہ کرنے کے لئے لائحہ عمل طے کریں۔ مسلمانوں کے ایمان بچانے کی فکر کریں۔ علماء کرام کو اللہ تعالیٰ نے امت کی پاسبانی کی سعادت سے سرفراز فرمایا ہے۔ اس وقت جو صورت حال ہے صرف فتنہ قادیانیت ہی نہیں بے شمار فتنے سر ابھار رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم لوگ خصوصاً" علماء کرام بے بس ہو چکے ہیں۔ ہماری زبان پر تالے لگا دیئے گئے ہیں۔ بالکل ایسا محسوس ہوتا ہے کہ علماء کرام کے دلوں سے امت کی دردمندی کی کسک نکال دی گئی ہے۔ بالکل ایسی مثال ہے کہ گھر والے سو رہے ہیں اور چوکیدار بھی محو استراحت ہے اور قزاق' ڈاکو اور چور بڑے اطمینان سے کام کر رہے ہیں۔ وقتی ابال کے لئے ہم نعرے لگا لیتے ہیں اور قادیانی مرتد کہہ لیتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ قادیانی جن لوگوں سے ملتے ہیں وہ ہمارے معاشرے کے لوگ ہیں۔ اگر امت مسلمہ کے افراد کو قادیانیوں کی فوج کی فوج مرتد بنانے کے لئے نوچ رہی ہو تو ان کی حفاظت کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ یہ آخر کس کا کام ہے؟ قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نگاہ رکھتے ہوئے فہم و فراست کے ساتھ تدارک کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کریں۔ کیونکہ قادیانی مسلمانوں کو بدنام کرنے کا کوئی حربہ نہیں چھوڑتے۔ آپ کے علم میں ہے کہ قادیانیوں کو اسمبلی نے غیر مسلم قرار دے دیا۔ ۸۴ء میں اس ترمیم سے متعلق آرڈیننس کے ذریعہ قانون سازی کی گئی اور شعائر اسلام استعمال کرنے سے روکا گیا۔ مسلمان ظاہر کرنے سے روکا گیا۔ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے کئی مرتبہ فیصلے دیئے کہ قادیانی غیر مسلم ہیں لیکن اس کے باوجود قادیانی ملک اور بیرون ملک اس فیصلے کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ آئین پاکستان کی کھلے عام دھجیاں اڑاتے ہیں۔ مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لئے مسجد نما عبادت گاہیں بناتے ہیں۔ کلمہ طیبہ آویزاں کرتے ہیں۔ قرآنی آیات کو غلط معانی پہنا کر اپنے لئے استعمال کرتے ہیں۔

مسلمان اگر منع کریں تو پوری دنیا میں واویلا مچا دیتے ہیں کہ ہمیں جینے کا حق نہیں دیا جا رہا۔ ہم کو کلمہ طیبہ پڑھنے نہیں دیتے۔ مسجد بنانے نہیں دیتے۔ مسلمان اصرار کریں تو ایسا رویہ اختیار کرتے ہیں کہ مسلمان مشتعل ہو کر خود اس کے تدارک کے لئے کچھ کریں تو پھر فلمیں بنا کر امریکہ' مغرب کی حمایت حاصل کرتے ہیں اور اپنی مظلومیت کا رونا روتے ہیں اس لئے آپ حضرات ایسی حکمت عملی تیار کریں جس کی وجہ سے قادیانیت کی سرگرمیوں کو روکا جا سکے اور مسلمانوں کے ایمان اور عقیدہ ختم نبوت کا بھی تحفظ کیا جا سکے اور پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں کو پروپیگنڈہ کا موقع بھی نہ ملے۔ اس لئے آپ آئین کے دائرے میں حکومت کو مجبور کریں کہ

وہ قادیانیوں کو آئین کا پابند بنائیں اور کفر گاہوں پر اسلامی شعائر کا لیبل نہ لگنے دیں۔ یہ صرف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مسئلہ نہیں اور نہ ہی کریڈٹ یا ناموری کا مسئلہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا معاملہ ہے حضور ﷺ کی ذات اقدس اور آپ کی شفاعت کا مسئلہ ہے۔ مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کا مسئلہ ہے ہم سب کو مل کر اس فریضہ کو انجام دینا ہے۔ اب اس اجلاس کی صدارت مولانا مفتی نظام الدین شامزی صاحب فرمائیں گے۔

حضرت اقدس کے تشریف لے جانے کے بعد علماء کرام نے مختلف تجاویز پیش کیں اور ان پر غور و خوض کیا گیا۔ بعد ازاں درج ذیل فیصلے کئے گئے۔ ○

فیصلہ جات ---- مندرجہ ذیل میں پر مولانا نذیر احمد تونسوی کے جمعہ کے پروگرام دیئے جائیں گے۔ فردو مسجد سعید آباد۔ قرطبہ مسجد بہادر آباد۔ دارالسلام مسجد۔ جامع مسجد فائیو جے سعید آباد۔ جامع مسجد باب السلام فیڈرل بی ایریا۔ مکہ مسجد نئی آبادی سعید آباد۔ مسجد قدسیہ الاخوان مسجد فیڈرل بی ایریا بلاک نمبر ۱۵۔ اللہ والی مسجد منگھوپیر۔ جامع مسجد شیر شاہ اور دیگر کئی مساجد میں نماز جمعہ اور درس کے پروگرام ترتیب دیئے جائیں گے۔

○ ماہ ستمبر ۱۹۹۶ء کی پہلی جمعرات ظہر تا عصر جامع مسجد باب الرحمت میں تربیتی پروگرام ہوگا جس کے میں بہت سارے علماء نے ختم نبوت کا کام کرنے کے لئے اپنا نام پیش کیا۔

○ تمام مساجد میں لٹریچر مطالعہ کے لئے رکھا جائے گا۔

○ ایک وفد مساجد کی انتظامیہ سے ملاقات کرکے تعاون کے لئے آمادہ کرے گا۔ علماء اپنے اپنے حلقہ میں قادیانی سرگرمیوں سے دفتر کو مطلع کریں گے۔

آخر میں مولانا مفتی نظام الدین شامزی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت پوری دنیائے کفر خصوصاً مغرب مسلمانوں سے بہت زیادہ خوف زدہ ہے اور وہ طرح طرح کے حیلے بہانوں سے مسلمانوں کو تباہ کرنے اور اقتصادی طور پر دیوالیہ کرنے میں جتا ہوا ہے۔ مختلف طریقوں سے مسلمانوں کے قلوب سے ایمان نکالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ صرف بنگلہ دیش میں ۵۰ ہزار عیسائی مشنریاں کام کررہی ہیں۔ ہمارے ملک بنگلہ دیش اور افریقی ممالک میں قادیانیوں کی ہزاروں جماعتیں ارتدادی فتنہ کے فروغ کے لئے مصروف عمل ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ مسلمان اکثریتی ممالک کو عیسائی اور قادیانی اکثریتی ملک میں تبدیل کردیا جائے کیونکہ قادیانی اور عیسائی ایک ہی تھالی کے دو بینگن ہیں۔ ایک ترازو کے دو پلڑے ہیں۔ وہ لوگ ایک دوسرے کی حمایت کے لئے پیدا ہوئے ہیں اس لئے اس وقت علماء کرام کو بہت چوکنا ہونے کی ضرورت ہے اردگرد کے ماحول پر نگاہ رکھیں۔ موجودہ دور کے مطابق تبلیغی سرگرمیوں کے دائرہ کو وسیع کریں۔ عوام کی ذہنی سطح کی روشنی میں اسلامی تعلیمات ترتیب دیں۔ جائز ذرائع ابلاغ کو تبلیغی مقاصد کے لئے استعمال کریں۔ قادیانیت پر سب سے زیادہ نظر رکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ مسلمان بن کر مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں اور آستین کے سانپ کی طرح ڈستے ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ مفتی نظام الدین شامزی کی دعا پر علماء کرام کا اجلاس اس عزم کے ساتھ اختتام پذیر ہوا کہ قادیانیت کے سدباب کے لئے مشترکہ جدوجہد کریں گے۔

○

مرزا قادیانی اپنی پیشگوئی کی روشنی میں جھوٹا اور دجال ہے، رحمانی

قادیانی رسول پاک کی بدترین گستاخی کے مرتکب ہیں اس لئے واجب القتل ہیں۔ مدنی

مخدوم آدم (خصوصی رپورٹ) مخدوم آدم شہدادپور روڈ پر واقع گوٹھ احمد برڑو میں ۲ اگست بروز جمعہ بعد نماز مغرب ایک مختصر جلسہ ہوا جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین حضرت مولانا حفیظ الرحمن رحمانی اور مولانا ابو طلحہ راشد مدنی حماوی نے خطاب کیا۔ دونوں حضرات نے قادیانیت کی تردید پر دلائل سے بھرپور تقاریر کیں، مفتی حفیظ الرحمن رحمانی صاحب نے مرزا قادیانی کی پیشگوئیوں کو بیان کرکے ثابت کیا کہ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار جھوٹے اور کافر ہیں جبکہ ابو طلحہ راشد مدنی نے قادیانی عقائد کو بیان کیا اور عوام سے وعدہ لیا کہ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کریں گے اور کوئی مسلمان بھی آئندہ اپنی زمین یا کوئی فصل کسی قادیانی کو ٹھیکہ پر نہیں دے گا اور نہ ان سے کچھ لے گا پروگرام مفتی حفیظ الرحمن کے بیان اور دعا پر اختتام ہوا۔ ... ن دن جمعہ کے موقعہ پر مولانا ابو طلحہ راشد حماوی نے گوٹھ بخشو نظامانی میں قادیانیوں کی مذہبی تبلیغی سرگرمیوں کی وجہ سے گوٹھ کا دورہ کیا اور جمعہ پڑھایا وہاں کے لوگوں کو قادیانیت سے آگاہ کیا جمعہ کے بعد تمام حاضرین نے عہد کیا کہ آئندہ اس گوٹھ میں کسی قادیانی کو داخلہ کی اجازت نہ ہوگی اس دورہ میں مولانا کے ہمراہ مخدوم آدم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن یار محمد ابڑو تھے۔

واقعہ حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ان کے زمانہ خلافت میں دیکھا کہ مسجد میں لیٹے ہوئے تھے۔ اور سنگ ریزوں کے نشانات پہلو میں بن گئے تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ امیر المومنین ہیں اور اس حالت میں رہتے ہیں۔ (خلفائے راشدین مولانا عبد ا ... ص ۱۶۵)

ایک ضروری اعلان وخوشخبری

ماہنامہ "لولاک"

کا مرکزی دفتر ملتان سے اجراء

○ ----- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی راہنما حضرت مولانا تاج محمود صاحب مرحوم نے آج سے پینتیس سال قبل ہفتہ وار لولاک کا فیصل آباد سے اجراء فرمایا تھا اور عرصہ بیس' پچیس سال خون دل سے اس کی آبیاری فرماتے رہے۔ ایک زمانہ میں رد قادیانیت کے ضمن میں ہفتہ وار لولاک کو ایک تاریخی مقام حاصل تھا۔ آپ نے لولاک کو عالمی مجلس کا ترجمان بنادیا تھا۔ اس زمانہ میں قادیانیت کے خلاف کام کرنا جان جوکھوں میں ڈالنے کے مترادف تھا۔

○ ----- آپ کی خدمات کے بعد آپ کے صاحبزادے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت صاحبزادہ طارق محمود صاحب مدظلہ نے اپنے گرامی قدر والد مرحوم کی روایات کو زندہ رکھا اور ہفتہ وار لولاک مثالی خدمات انجام دیتا رہا۔

○ ----- گزشتہ کچھ عرصہ سے لولاک کی اشاعت میں تعطل پیدا ہوگیا تھا' جس کا ملکی و جماعتی حلقہ میں بہت اثر لیا گیا۔ جبکہ عرصہ سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان سے ایک ترجمان شائع کیا جائے۔ ہفتہ وار لولاک فیصل آباد' ہفتہ وار ختم نبوت کراچی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دونوں ترجمانوں نے جو مثالی و سنہری خدمات سرانجام دی ہیں وہ تاریخ کا ایک حصہ ہے۔

○ ----- محرم ۱۴۱۷ھ میں عالمی مجلس کی مرکزی شوریٰ کے اجلاس منعقدہ ملتان میں متفقہ طور پر طے ہوا کہ ہفتہ وار لولاک فیصل آباد کو بجائے ہفتہ وار کے ماہنامہ کردیا جائے اور بجائے فیصل آباد کے مرکزی دفتر ملتان سے شائع کیا جائے۔

○ ----- حسب سابق اس کے مدیر حضرت صاحبزادہ طارق محمود صاحب ہوں گے۔ اور اس کے جملہ انتظامات' آمد و صرف کی ذمہ داری دفتر مرکزیہ کی ہوگی۔

○ ----- عالمی مجلس کے اس فیصلہ کا مبلغین حضرات و جماعتی رفقاء نے بھرپور خیر مقدم کیا ہے اور ہر ایک نے بڑھ چڑھ کر اسے کامیاب بنانے کے لئے اپنی خدمات پیش کرنے کے عزم کا اظہار کیا ہے۔

○ ----- فیصل آباد سے ملتان لانے کے لئے چند قانونی دشواریاں ہیں۔ جونہی وہ دور ہوئیں ان شاء اللہ العزیز اسے دفتر مرکزیہ سے شائع کرنے کا اہتمام کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ العزیز۔

○ ----- تمام دینی حلقہ اور ختم نبوت کے مشن سے وابستہ حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اس امر خیر دعاء فرمائیں۔ اللہ رب العزت محض اپنے فضل و احسان سے اسے شروع کرنے کی توفیق ارزاں فرمائیں۔ پرچہ کن خصوصیات کا حامل ہوگا۔ زرمبادلہ' ضخامت' مضامین کی ترتیب و پالیسی اور دیگر امور کی تفصیلات طے کی جارہی ہیں۔ جنہیں عنقریب آپ کے سامنے پیش کردیا جائے گا۔

وما توفیقی الا باللہ' علیہ توکلت والیہ انیب

رابطے کا پتہ

(حضرت مولانا) عزیز الرحمان جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ۔ ملتان

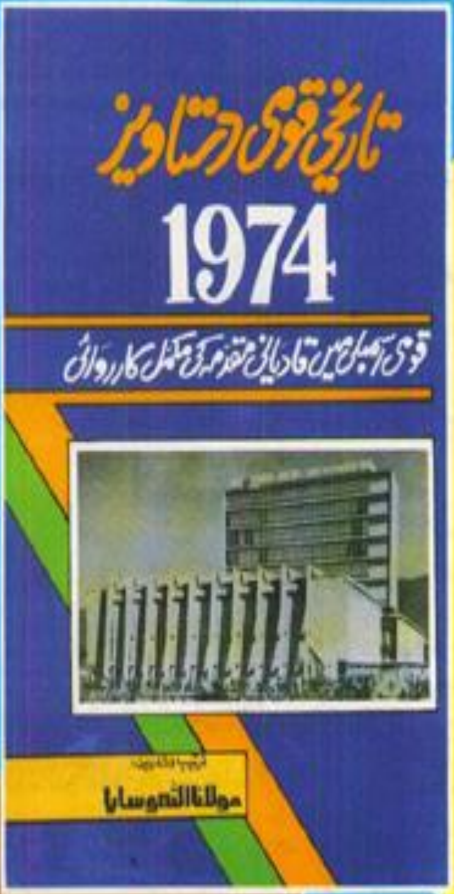

قومی تاریخی دستاویز ۱۹۷۴

قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی مکمل کارروائی

ترتیب و تدوین:
شاہینِ ختم نبوت مولانا اللہ وسایا

- قومی اسمبلی کے تاریخی سیشن میں مرزا ناصر قادیانی اور صدرالدین لاہوری کے بیانات
- مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی جناب یحییٰ بختیار اٹارنی جنرل آف پاکستان کی وساطت سے تاریخی جرح
- مجاہدِ اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا شاہ احمد نورانی، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق، مولانا عبدالحکیم پروفیسر غفور احمد، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا ظفر احمد انصاری، چوہدری ظہور الٰہی اور دیگر اراکین اسمبلی کے مدلل سوالات
- قائدِ ایوان ذوالفقار علی بھٹو، وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ اور دیگر اراکین اسمبلی کے بیانات

کتاب کا مطالعہ آپ کو اسمبلی کے خصوصی سیشن میں پہنچا دے گا

رعایتی قیمت مجلد ۱۰۰ روپے | صفحات ۳۸۴ | عمدہ کاغذ و طباعت

ناشر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان فون: ۵۱۴۱۲۲
دفتر ختم نبوت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۷۷۸۰۳۳۷